



فاتح دنیائے اسلام حضرت خالد بن ولید مقبہ بسیف اللہ
مصنف

افصح ارباب لسان القوم سلطان قلم و سخن مولانا مولوی قاری
نشاہت علی برائیم قادری المشہور بہ جناب محفوظ صاحب
دام محمد محمد ختم دفتراپاشی علامہ تعلیمات سرکار عالی
و مصنف کتب متعددہ و غیرہ و غیرہ

بہ اہتمام بلینج و محنت شاقہ مالک مطبع گلزار ابراہیم خاکسار محمد ابراہیم
عظمیٰ عظمیٰ نے بہ صرف کثیر اپنے خاص مطبع میں حلیہ طبع سے آراستہ
کر سکے نور افزا اسے مصرت ناظرین کیا

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِيْنًا

نامی بہادران دنیا کے اسلام کا

سلسلہ

سیف الدین خالد بن ولید کی جانبازیان اور فتح مالک کے موجز واقعات
اور فدائیان اسلام کے باہمی اخوت و اتفاق کے حالات و غیرہ وغیرہ

مولفہ

افصح الادباء - لسان القوم - سلطان قلم و سخن - علامہ دکن - مولانا مولوی

ناری سیدہ ابراہیم قادری شہور پنجاب عفو صاحب دام مجرہ

مہتمم آبپاشی علاقہ تعمیرات سرکار کا

جسکو

محمد ابراہیم صاحب مالک مطبع گلزار ابراہیم واقع بازار شیدتی غنیمت

صدر آباد دکن نے بہر نذر کشمیر اپنے خاص مطبع میں بہ انعام

بلع چھپوا کر مشہر کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ اسلام کے ملاحظہ کرنے والوں پر بخوبی ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ باشکوت میں دنیا سے اسلام کو کیا کچھ عظمت و برکت حاصل تھی۔ کیسے کیسے ملک آباد ہوئے۔ نامی نامی امصار و بلاد کی بنیادیں پڑیں۔ قومی طاقت ملکیتیں قبضہ اسلام میں آئیں۔ عظیم الشان فتوحات پر فتوحات حاصل ہوئیں۔ ایک ہزار چھپتیس بڑے بڑے شہر تابع اسلام ہوئے۔ نوکر و غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ چالیس ہزار مساجد تعمیر ہوئیں۔ چار ہزار بیت خانے شمار ہوئے۔ بیت المال کا انتظام ہوا۔ وغیرہ مراتب یہ سب اعظم امور دس سال کے اندر اندر ہو گئے یعنی ہجری ۳۱ تک میں یہ سب مرحلے طے ہو گئے اور حضرت عثمان ذی النورین کی خلافتِ بابرکت میں سہلان۔ مالک۔ افریقہ۔ بلادِ طبرستان و جرجان۔ اور مملکت ایران پر پورا پورا قبضہ و تصرف اہل اسلام کا ہو گیا۔ اور آپ کے زمانہ میں مدینہ منورہ اور اسکے نواح میں کثرت کے ساتھ بنائے گئے۔ اور مسلمانوں کی قسمت سے اگر آپ چند سال اور اس عالم ناپایدار میں تشریف فرما رہتے تو ہر گوشہ مدینہ طیبہ کا ایک گلزارِ پھار بن جاتا۔ غرض یہ سب کام ۳۱ ہجری تک ہو گئے۔

خليفة عبد الملك بن مروان بن حکم کی خلافت میں تسلیم کا قاعدہ جاری ہوا۔

تاج بنا۔ اور ولید بن عبد الملک کے عہد میں مدینہ منورہ میں مسجد تعمیر ہوئی۔ مسجدوں کے مینار بلند کئے گئے۔ اور تکلفات شاہی بہت بڑھ گئے۔ انہیں کے عہد میں محمد بن قاسم ثقفی سندھ و ہند کی فتح کے لئے روانہ کئے گئے جنھوں سے بڑی ہی عجا کے ساتھ قندھار و بلوچستان و سندھ و ملتان اور پنجاب کے صوبوں پر فتح پائی۔ یہاں تک کہ قنوج پہنچ گئے۔ غرض ایک صدی کے اندرون مدت یہ تمام فتوحات حاصل ہوئیں۔

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کے عہد خلافت ۹۹ھ ہجری میں ابوالاعلیٰ علامہ نے علم نحو ایجاد کیا اور مقام بن عبد الملک کے وقت خلافت کی یہ شوکت تھی کہ جب وہ حج کو جانے لگے تو چھ سو اونٹ صرف ان کے ملبوسات کی بار برداری کے ہمراہ تھے۔ اور شان و تزک کو اسی پر قیاس کر لو۔ لیلیٰ مجنون انہیں کے عصر میں گذرے ہیں۔

خلیفہ ابو جعفر منصور کے زمانہ میں ۱۵۸ھ ہجری میں بغداد کا شہر تعمیر ہوا اس خلیفہ کے عہد میں کلیلہ دمنہ کا ترجمہ سریانی سے عربی میں ہوا۔ بہت سے قانون کی کتابیں روم و فارس سے منگو کر ترجمہ کی گئیں۔ قسطنطین روم کا بادشاہ انہیں کا سہمصر تھا۔ خلیفہ مہدی بن منصور کے عہد میں ابن مقفع شعبہ باز محمد نے ماوراء النہر کے ملک میں بددعویٰ الوہیت خروج کیا تھا اس نے چاہے شب سے مصنوعی چاند نکالا۔ آخر خلیفہ کے خوف سے خم میں بٹھکر گل گیا اور اپنے سر کو بھی زہر دیکر مار ڈالا تاکہ فریب اپنا کسی پر نہ کھلے مگر ایک عورت جو کسمپورت سے بچ گئی تھی اس نے ساری کیفیت بیان کر دی۔ خلیفہ بن احمد کے وقت میں قرآن شریف کی ایک تلو جلد کی تفسیر مرتب ہوئی۔ یہ خلیفہ آل بیت کے امیر خلیفہ تھے۔ اس مختصر کیفیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آلِ عم آسمان پر تھے تو آج

گویا تخت اشریٰ میں ہن بلکہ ہماری حالت کچھ ایسی بدل گئی ہے کہ زمانہ سابق کے سچے مسلمان اگر ہمیں دوبارہ زندہ ہو کر دیکھیں تو غالباً ہمارے مسلمانوں کے نام لیوا ہونے میں ہی شک کریں گے۔ اور تمام قومیں یوں فیوٹا ترقی کر رہی ہیں مگر ہمیں عقل نہیں آتی اور ہمارے باہمی جھگڑوں سے روز بروز مسلمان ذلیل ہو رہے ہیں مگر ان بے عقل باتوں سے باز نہیں آتے۔ بغداد کی سی عظیم الشان سلطنت اسی تعصب کی بدولت خاک کے برابر ہو گئی۔ غرض ان بیجا تعصبات کے سبب آج اہل اسلام کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے۔ خدا تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

اللہ کی شان ہے کہ ایک مبارک زمانہ اسلام کا وہ تھا کہ جسمین ہر مسلمان شیعہ شیعہ اور تحکیم پر گونہ صداقت و امانت تھا۔ مخالفین تک اسلام کی سطوت و شہامت اور مسلمانوں کی خدا ترسی و خدا پرستی کا لوہا مان گئے تھے۔ یہی بہادر تھے کہ باوصف بے سرو سامانی کے بلاد روم اور شام کے مستحکم بنیادوں کو الہ اللہ کہہ کے دم کے دم میں ٹکڑی کر ڈالا۔ یہی اولو العزم تھے کہ جنھوں نے چند شکستہ حال اور متوکل و دبیر و نکلی مدوسے کیانی خاندان کی قدیم اور پر شوکت تخت کو دم بھر میں الٹ دیا۔ آتش پرستوں کے ملکوں پر توحید کے بھیرے اور ڈاڈے اور وہاں کی سرزمین میں اخوت اور اُردائی کے جہنڈے گاڑ دیے۔ اسے برادران اسلام ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ہمسایہ وہ بہادر تھے کہ جنگی تلواروں کی کاٹ اور تیروں کی زود سے تاب نہ لاکر بڑے بڑے تلوار کے دھنی۔ ہندی۔ راجپوت۔ افغان اور مرھٹے وغیرہم معصوم بچوں اور بے بس عورتوں کی طرح رویا کئے۔ ہاں یاد رکھو کہ وہ مسلمان ہی تھے جو باوجود قلت فوج اور سامان حرب و ضرب کی کمی کے تمام ایشیا کو تقریباً اور کس قدر حصہ یورپ کو بھی فتح کر لیا تھا۔ ہاں بھولنا نہیں کہ گویا کل ہی کی بات ہے کہ انڈس جسے ہسپانیہ کہتے ہیں ہمارا ہی تھا۔ یونان و الجزائر بھی ہمارے ہی مقبوضہ تھے

فرانس پر بھی ہمارے شیر حملہ کر چکے ہیں۔ ویانا جو اسطر یا کا دار الخلافت ہے ہمارے ہی تیغ بے دریغ کا مجروح ہے اور ہمارے اسلاف مدت تک اسکا محاصرہ کر چکے ہیں۔ غور کا مقام ہے کہ کیسی تھوڑی مدت میں ان فتوحات نے کس قدر وسعت حاصل کی تھی۔ عرب کے شرق میں ملک فارس اور افغانستان۔ بلوچستان۔ ہندوستان۔ برہما۔ اراکان۔ سیام۔ ملایا اور کوچین طبع اسلام و باج گزار ہو گئے تھے۔ مشرق و شمال میں ملک تاتار حسین بخارا۔ اور بلخ نامی شہر ہیں۔ اور تاتار چین ہند ہی ملک تھے اور اب تک ہیں بلکہ قیامت تک رہیں گے۔ شمال میں ملک روم اور شام جسے ترکی کہتے ہیں جسکا ایک حصہ یورپ میں بھی ہے بفضلہ تعالیٰ ہمارے ہی قبضے میں ہے مغرب کی طرف اقلیم افریقہ میں ملک مصر و ریاست ہائے ہر پر سب ہماری ہی تھیں اور اب بھی بعض ہیں چنانچہ ریاست مراکو۔ فیض۔ رجبولی اور کار تحج و تیونس منور اہل اسلام کے قبضہ میں ہیں۔ صرف یونان۔ واندلس و ریاست الجزائر ہماری حکومت سے نکل گئے ہیں۔ غرض ہم وہی ہیں جنہیں اور ملکوں کے لوگ ترک کہتے تھے جسکے معنی رفتہ رفتہ جان ہار سپاہی کے ہو گئے۔ یعنی اہل اسلام کا ہر فرد بشر ایک شیریشہ شجاعت گنا جاتا تھا۔ ہماری جودت و شجاعت کے غیر قوموں کی تاریخین گواہ ہیں۔ اور فقیر عفو نہ بہ لحاظ قومی محبت بلکہ بنظر اظہار و انصاف و صداقت عرض پر داز ہے کہ آج بھی اخلاق و آدمیت + ادب اور تقابست + محبت و مروت + چشم پوشی و اغماض + رحم دلی و عفو + صاف دلی و عذر نیوشی + شرم و حیا + عفت و خدا پرستی + مہارت ظاہری و پاک باطنی + مناسری اور مہمان نوازی + جو سلسلہ ان کی فطرت میں ہے دوسری قوموں میں ان صفات کا بحیثیت جامع و کامل ملنا اگر محال نہیں ہے تو آسان بھی نہ ہو گا مغز مسافروں کی سطر تا سے دیکھو

دنیا سے اسلام کی نامی گرامی اور لائقِ خدمت عصمتِ نیا

یہ اشارہ بھی نہ غلط غور بلکہ فخر کے قابل ہے کہ نہ صرف ہماری قوم کے رجال فخرِ ذکرِ عالم ہے بلکہ عورتوں نے بھی مستثنیٰ نامور یون کے افلاک پر آفتابِ عالمِ تاب کی طرح درخشان رہیں۔ اس نازک فطرتِ قوم کی بہادر یون کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ خود اس رسالے میں موقع پر اس کے وہ حالات نامسخرین کے ملاحظہ میں آئیں گے۔ اور خاص کر کہ ان فخرات کے کمالات علمی کے تذکروں میں بہت سارے مختصر و مطول تحریرات شائع ہو چکی ہیں جنکو ناظرین باتکمیل ملاحظہ بھی فرمائے ہونگے۔ چونکہ اس تصنیف مقصود میرا کچھ اور ہے۔ لہذا ان امور کا ذکر بیان بے موقع ہوگا۔ لیکن نہایت مجمل طور پر اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ وعدہ دے چند عصمت و بیافتِ تاب ایسے بے نظیر عالمہ گذری ہیں کہ اسلام ان پر جس قدر فخر و ناز کرے زیبا ہے۔ خلیفہ اسلام امیر المومنین یارون رشید کی حرمِ محترم زبیدہ بیگم کی علمی لیاقتوں کا حال آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور رئیسِ مدینہ منورہ فرح کی حرمِ لیاقت شمیم حمیدہ نے اپنے فرزند کو صرف اپنی ہی تعلیم و تربیت کی بدولت ایک علامہ اور فقیہ بنا دیا۔ حضرت سکینہؓ امام المسلمین کی دخترِ نیک اختر شعیان ہند جنکی شادی کی کیفیت عین معرکہ کربلا میں ہونے کی ایک خیالی داستان بیان کرتے ہیں علم و فضل اور تقدس میں کس قدر لکھتا ہے روزگارِ حقین۔ ان کے سخاوت علمی کے روایات کیسے کچھ مشہور ہیں کہ سبحان اللہ و بحمدہ۔ امام ہشتم کی بیوی یعنی خلیفہ مامون کی بہن امۃ الفضل۔ اور مامون کی حرمِ بزرگان۔ امۃ جلیل مامون کی بیٹی، یہ سب علم و فضل میں کیسے شہرہ آفاق حقین کہ عیانِ راجہ بیان۔

پانچویں صدی میں شیخۃ الشہداء الملقبہ بہ فخر النساء نے جو ہمیشہ جامع مسجد بغداد میں

تخیر جماعت علماء و فضلاء کے روبرو علم ادب - معانی و بیان اور فن شعر و سخن پر سبار بار المینے و فصیح الکلمہ دئے ہیں۔ کیا انکار تہ جید علماء کے برابر نہ مانا گیا؟

مذہب العیسوی نام سلمہ نیت ملا صالح مجتہد قزوینی علاوہ حسن و جمال ظاہری کے علوم و فنون
مروجہ سے بیان تک آ کر سترہ تھیں کہ فضلاء وقت اس کے ایک ایک لفظ کے
دلدادہ اور اسکے نکات علمی پر شیدا تھے اسکے ایک قطعہ کا مطلع یہ ہے ۔

لمعات و جبکہ اشرف الشیخ طلع تک اعتلی زچہ رواست برکم نہ زنی بزنی کہ علی ابلی
ہر خبہ کہ حسد کی بدولت یہ ماری گئی مگر نام اسکا تا حشر زندہ رہ گیا۔ پس در حقیقت
سخن آداب حیات ہے فالتو بسوۃ ہی کا دعویٰ خود دلیل ۱۱ اللہ کو کسی نازیبا سخن کا نام نہ پڑے
اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کی نسبت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ دین کا دو نعمت اس
حمیرا ہے حاصل کرو یا نبی و امی صدقت یا رسول اللہ

ابو سحر شہزادہ کے فن ادب کے بڑے ہی مداح تھے۔ ہر جہز کہ عروہ بن زبیر کو ہزار یا اشعار قدیم و جدید حفظ تھے مگر وہ خود قایل تھے کہ حضرت ام المومنین عائشہؓ کو مجہد سے زیادہ یاد ہیں۔ آپ نے حضرت رسول خدا کی محبت و مدح میں قصاید جو کہتے ہیں ان کی فصاحت و بلاغت کی نسبت اکثر صحابہؓ معترف ہیں کہ جو بلاغت کہ آپ کے کلام میں پائی جاتی ہے وہ بڑے بڑے مشہور مدعیانِ فن صحابہؓ کے کلام میں نہیں پائی گئی۔ الحاصل اگر عورتوں میں شاذ و نادر کوئی لایق کھلے تو اس قدر اٹھا چرچا ہو جاتا ہے کہ بیان سے باہر حالانکہ مردوں میں یہ عام بات ہے انکی بیادقت چونکہ انکا جوہر ذاتی ہے لہذا یہ فرقہ تعجب کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ مثلاً بختری مشہور ادیب کی ایک حکایت مشہور ہے جسکو میں نے مکرری معظمی شمس العلما مولانا سید علی صاحب بلگرامی بی۔ اے۔ وی۔ ایل وغیرہ مراتب کی زبانی سنا ہے کہ یہ چہ اپنے ایک فاضل دوست کے گھر رہتا کر اسکو اپنی اطلاع کرائی

اور ملاقات کی درخواست کی تو اوس دوست نے یہ عذر کہا ہسچا کہ میں صرف ایسے شخص سے ملونگا جسکو چالستش ہزار اشعار لا جواب دے ہوں۔ جب اس نے یہ پیام سنا تو مذمت کا سہ کہا کہ جا اور تیرے آقا سے پوچھ کر آ کہ آیا تو یہ اشعار مردوں کے منہ سے سنا چاہتے یا عورتوں کے !!! اس پیام کے سنتے ہی صاحب خانہ اوجھل پڑا اور کہا واللہ یہ معزز مہمان میرا بختری کے سوا اور کوئی ہوگا۔ وہ فوراً باہر نکل آیا اور دیکھا تو وہی تھا۔ اللہ وہ بھی کیا زمانہ تھا اور وہ لوگ کیسے خوش نصیب تھے جنہوں نے اس زمانہ کو پایا تھا

ہمارے قومی ناول نگاروں نے دو دو باتیں

ہمارے قومی لائق ناول نویسوں سے جو قلم کے دہنی جادو نگاران فن ادب میں اتناں سچے لوہے کے مصنفین جو کثرت سے ناول لکھا کرتے ہیں اور اسکی اشاعت ہی وہاں عام قبولیت کے ساتھ ہوتی اسکی ایک خاص وجہ ہے ہمارے ناول عشق بازی اور بد معاشی کی تعلیم دیتے ہیں جس سے قومی نوجوانوں کے اخلاق اور زیادہ خراب ہوتے ہیں۔ ان ناولوں کے سبب سے نوجوان لڑکوں میں ناک جھانک کرنے لگتا ہے خود بد عیاشی۔ بد نظری وغیرہ ان امور میں اور ترقی ہو گئی ہے ایک صاحب نے خال میں کسی طالب علم کا ناول لکھا کہ وہ وطن ترک کر کے کسی شہر میں تعلیم کے لئے گیا اور جس محسن کے گہروئی کہاں تھا اسکی بیٹی پر عاشق ہوا اور دلالہ کے ذریعہ سے اسکا وصل حاصل ہو گیا۔ کیا یہ شرفیاء حرکات ہیں کیا ایسے ہی ناولوں کی ہماری قوم کو ضرورت ہے سخت افسوس کی بات ہے کہ اب تک ہمارے مصنف ناول نویسی کے غرض تک کو نہ سمجھتے ہیں کہ کیا ناول نویس جب تک اعلیٰ درجہ کا انگریزی دان نہ ہو جب تک اسکے عام حلقہ وسیع نہ ہوں بے علمی معلومات نہ ہوں اور وہ قلم اور اعلام قلم کا دہنی اور سب سے زیادہ مہذب اور متین نہ ہو ہرگز ناول نگار ہو نہیں سکتا۔ انگریز پیدا سے درجہ کے علوم پر خوبصورت فہم ہیں تب اس خدمت قومی کے لئے قلم اویٹا سکتے ہیں۔ انہیں قوم کے لائق نکتہ چینیوں کا بھی خوف لگا رہتا ہے۔

مصنفین کو لازم ہے کہ ناول لکھنے سے پہلے کچھ ایسا منصوبہ سوچ لیا کریں جو نیک نتیجہ پیدا کرے اور مختلف اغراض و مقاصد کے لئے اصلاح زبان۔ عادات۔ بد خلقی۔ خوش اخلاقی۔ امداد غریب۔ تحریک علم و تہذیب۔ برائی صحتوں کے طبعی اثر۔ شرافت۔ و نجابت۔ وغیرہ وغیرہ کے متعلق صحیح بیانی کے ناول لکھیں۔ مگر ایک نہایت ہندب طرز کہ ناظر کو برا نہ لگے اور زبان ٹھیک ہو عشق و عاشقی و عیاشی۔ کئے ناولوں کو ایک دم چھوٹ کر دینا چاہئے برخلاف اسکے انگریزی ناول نگاروں کے مقاصد مختلف ہوتے ہیں مثلاً قومی عیوب۔ بالکسی خاص خاندان کی اصلاح غریب کی ہمدردی زمین و آسمان کی توجہ وغیرہ جیسا کہ ریٹ میکازک ناول میں اسکا مقصد یہ ہے بھلا کہ ہر کاری پوسٹ افس کی کاریاں اور سیدھیان لٹینے نہ پائیں البسمت کی تالیف سے مولف کو منظور یہ تھا کہ غریب کی طرف سے کوئی سلائی کی ضرورت پان برابریں مشنر سے یہ مذکور خاطر تھا کہ شرف کی بھونٹو کی آواز کو امرا زاوے نہ بگاڑیں غرض یورپ میں ہر ایک جماعت مصنفین و مواضین کے اغراض و مقاصد جداگانہ ہو کر رہتے ہیں اور اسکے لئے مختلف لیاقت و استعداد کے لوگ منتخب ہوتے ہیں پس اس سے ظاہر ہے انگریزی ناولوں کے ترجمہ سے ہمیں کوئی فائدہ نہ ہو گا کیونکہ ہماری ان کی معاشرت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ محان مگر جب ہر مولوی نذیر احمد صاحب نے اصلاح قوم کے متعلق ایک خاص پارٹ لیا ہے۔ اسی طرح ازراہ شہقت دوسرے فاضل و ہمدردان قوم جادو بیان کو بھی لازم ہے کہ پہلے مختلف منصوبے ٹھکان لے کر لیکن جس مضمون سے ان کی طبیعتوں کو متاثر نامہ ہو) متعدد اغراض و مقاصد پر دلچسپ ناول تالیف کر سکے تو میں اصلاحین فرمائیں۔ ہر چند کہ ان امور مصدر الذکر کی تفصیل طول طلب ہے مگر نتیجہ امید ہے کہ در باب فہم و شعور ناول نگار و مبدیہ مطلب جو اس سچ پر سے ہے ضرور سمجھ سکتے ہوں گے اور سب کو اتنا اشارہ سمجھنے کی استعداد یا تجربہ حاصل نہیں ہے جیسا کہ ایسوں کام نہیں بھی نہیں

تمہید و آغاز واقعات

ہے رستم صاحبان میں نہ کچھ ستام رہ گیا ہے مزد و کام صرف زیر خاک نام رہ گیا ہے اسی بزرگان
اسلام کے غیور و باہمت یادگار و جوانوں جو حبلہ معلوم میں علم تاریخ ہی ایک ایسا وسیع اور علمی
علم ہے جس سے انسان کو نہ صرف واقفیت عامہ ہی حاصل ہوتی ہے بلکہ وہ بالاطبیع مذہب و
خراب عادات و اطوار کو ترک کر کے نیک اور سلاستی کی روشیں اختیار کر لیتا ہے علم تاریخ
ہی ایک ایسا بزرگ علم اور جوہر دار آئینہ ہے جس میں بے تکلف زمانہ گذشتہ کی واقعات
شاہان سلف کے عدل اور انصاف بزرگان دین کی برگزیدگیان اور دنیوی ترقی
و تنزل کی مجسم صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ علم تاریخ ہی ایک ایسا پاک علم و سچی
دور بین ہے جس کو گوشتہ تنہائی میں تھوڑی دیر دیکھنے سے بڑے بڑے میدان کارزار
کے نقشے جنگ و جدال کی سرگرمیاں۔ انوکھی نزدیکی۔ عجیب و غریب بہادری
اور شجاعت کے معرکوں کی شکلیں ایسی بر ملا صحیح اور صاف نظر آتی ہیں کہ گویا
دیکھنے والا عین موقع پر موجود ہے۔ غرض کہ دنیا میں علم تاریخ ہی ایک ایسا
معقول ذریعہ ہے جس پر عمل کر نیسے ایک نامزد و۔ ایک نام تجر بہ کار۔ تجربہ کار اور
ایک کم فہم صاحب عقل اور جذب بن سکتا ہے اور خاص کر کے علم سیر اور
صحابہ کرام یعنی واقعات زندگی کا مطالعہ انسان کو انسان کامل بناتا ہے۔ اور انسان کو بچ
اور فطرت کی قوتوں کو معلوم ہونے لگتا ہے وہ بھی سبھی استہیات خود بخود دور ہوتی ہیں۔ اور ایمانی
قوت ایسی مستحکم ہوتی ہے کہ کسی فلسفی کی شبہ یا اعتراض سے اس میں تزلزل نہیں آسکتا
میں اس وقت ایک روز وہ تجربہ کا اعادہ کرتا ہوں جو غالباً ایک معمولی بات ہو نیسے ناظرین نے
کبھی اس پر غور نہیں فرمایا ہو گا اور وہ یہ کہ آپ اپنی سائنسوں کو اور غرا و ذلیل و ہیر چار۔ مانگ
خاک و ب۔ و مزد و غیرہ بیچ قوم کو لوگوں کی زندگی کو دیکھتے ہیں میں نے خود ہی ان کو بار بار دیکھا ہے
ہماری طرز عبادت۔ ہمارے مساجد اور خانقاہوں کی جگہیں ہمارے معیت و ہمیں رہنے کے لیے لوگ دیکھتے ہیں مگر
کوئی اثر

ان پر نہیں ہوتا۔ میں نے بعض ازکار رفتہ قریب النمرک بڑھوں کہا کہ تم بخت و تمنیٰ مندوں
مسلمانوں کا نمک سا کھایا۔ اتنی یا غرت زندگی دیکھی۔ پھر کیوں سن لت میں بسر کرتے ہو
ایتھو مسلمان ہو جاؤ مسلمانوں کی سب و غین تمہاری مغفرت کی دعا کیجا لگتی اور غرت کی مساحت
بہنجیر و تلخیں ہوگی۔ یہ سب کچھ سنا مگر اپنے قدم طیت کا ترک کرنا اونھیں پسند نہ آیا پر نہ آیا
حضرت ذرا غوی کی گاتوصاف معلوم ہو گا کہ ان کے اس استقلال کا کیا باعث ہے جو یہی
سبب ہے کہ انکے یہاں اپنے بزرگ رشیوں اور پوتاؤں کے حالات سننے کی عادت متعمرہ
جاری ہے ان کے یہاں قومی و اسیری بہکارتی فقیر جو شبانہ روز گرد آور کی کرتے ہیں نہایت
احمد شیریلی آواز و نہیں اپنے دیوتاؤں کی کہانیاں اور راماونکی قصص الا پاکر تے ہیں۔
اسکے علاوہ گرمیوں کے موسموں میں اپنے اپنے جھوٹوں کے قریب میدانوں میں اپنی
اپنی محنت اور مزدوری سے فارغ ہونے کے بعد وقت شیب سیکے سب جمع ہوتے ہیں
اور بھاگوت رام لیلہ مہا بھارت ہنومان فیو کے کتھا سنا کرتے ہیں اور ان کتھاؤں کو کتھوت
مجنیدھے ترکی نقل اتارتے ہیں گو وحیانہ طرز پر سہی اور تماشا بینوں سے انکو مقدور کے
موافق کچھ نہ کچھ اونھیں مل جاتا ہے۔ غرض یہ اسباب ہیں ان پنج قوموں کے بلکہ کل ہندو
کے یکے عقیدہ مند کی۔ اور اسی وجہ سے ایسی ذلیل قوم بھی اپنے مذہب پر متعل و متکلم
ہے ورنہ انھیں کوئی واعظ و ناصح نہیں ہی جیسے اور قوموں میں خاص اسی پیشہ پر مامور ہیں۔
پس یہ فقیر بھی ہمارے قومی بھائی خواہوں سے التجا کرتا ہے کہ سمجھ بھی ایسے ہی وسائل
مہیا کریں کہ جس سے خاص و عام کے دلوں پر ہمارے قومی دل شجاع۔ اہل کرم خدا
ترس اور اولوالعزم بزرگانی دین کی عظمت اور وقت کا سکھ بھاری تاکہ جاہل لوگ
یادریں گے دام فریب میں نہ آنے پائیں۔ اور فلسفہ پسند جہل اعترافات کے درجہ
نہ جائیں۔ اسلامی خیرت اور ایمانی محبت کے قائم رکھنے کیلئے اسلام کے
پر شوکت کارناموں کے تصانیف سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہی جبکہ مصالحہ ہمدردان قوم

سحر بیانوں کو بہت کچھ مل سکتا ہے جس سے اظہار شوکت و عظمت بزرگان دنیا و اسلام ہو
 اور دباے قوم کو بھی لازم و مختم تھی کہ وہ ہرگز ایسی نظم لکھنے کی جرات نہ کریں کہ جس سے قابل ادب
 بزرگان اسلام کی توہین اور ذات ظاہر ہو۔ ہر چند کہ پرانے فن کے شاعران مومنین کو اس خاص توہنی
 مضمون پر زیادہ غلوۃ ہے۔ مگر مال کے ہندب ارباب فہم نامیہ مذہب فضلا اس بات کو سمجھ چکے
 ہیں ممکن ہے کہ رفتہ رفتہ اسلام اور مرثی کے مضامین تو بن و تحقیر نیالان اسلام ہو جو باعث افتخار قوم
 ہو پاک ہو جائیں گے خدا الیا کرے۔ نظیرہ اغراض متذکرہ الصدقہ فقیر غفونے یہ قصہ مصحح کیسے کہ نامی بہادر
 دنیا نے اسلام کے حالات کو تباہا مکان جمع کر کے وقتا فوقتاً روان اہل اسلام کے رو رو پیش۔
 کروں منجملہ ان کے حضرت خالد بن ولید ملقب بہ سیف اللہ کی سوانح باشوکت و عظمت بہر امید
 قدر دانی ارباب کرم و عالی ہمتان قوم بالفعل بہت پیش کرنا ہوں اگر کبھی خدا نے فضل کیا تو اس سلسلہ
 کو جاری رکھوں گا و علیہ التکلیل و دیوالمستعان و مطلب میکوشم ارباب زہے سخت بلند ورنہ
 ماتم سعی من افتد بزرگان را پسند۔

ابو سلیمان خالد بن ولید المخزومی کا نسبت نامہ

ابو سلیمان خالد بن ولید بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن تغلبہ بن مرہ بن کعب بن لوی
 بن غالب بن لوی بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن خدرکہ۔ بن الیاس بن مضر بن
 معد بن عدنان۔ انحضرت کا نسبت نامہ بھی عدنان تک بلا اختلاف بھیج ہے اس لئے
 اہل سنہ اس سے اگے لکھنے کی جرات نہیں کی ہے ہو انجنت بیار اقبال یار
 نہ کرو ورنہ آئی بہار بن اب ساقیا خضر راہ نجات و بلا ہو جو ہو رشک آپ حیات و
 اٹھائے نہ امید کی تاب نگاہ و در حق یہ اثر افعال گناہ و مراغہ زلاریب ہو و لید پر و سیر
 مغفرت سے پہر قدر بہر مسلمان ہو نیکی خالد جری و چلے ایمان شرمندہ پیش رہتے و
 سچا امید و رعنا یت پاک و حقیقت میں تھا پاک کف تیرہ خاک و ملا اسکو محمد و سادہ و دین و

جو ہی طفرہ رحمت پی مالین + ہو اور یہ حاضر ہے یہ شرمسار و مفرطی جہالت شعار و لب
 عفو کبھی کہ ہی غدر خواہ + ایمان اسے خداوند رحمت پناہ - بقول جہور اہل سیر خالد بن ولید
 عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ غدیری جو کعبہ کے کبھی بردار تھے ہجرت نبوی کے چھ سال کے
 اندامین محرم یا صفر کے مہینے میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور بقول بعض کہ ہجرت مبارک
 کے سال پنجم کو آخر میں یہ سب پاک نفوس ایمان لائے - ہر چند کہ خالد نے مسلمان ہونے
 سے پہلے ہی قریش کی حمایت میں واد شجاعت دی ہے - مگر اسلام نے اپنی جو ہر ذاتی
 بیسی کچھ قدر کی اور شہرت بخشی ہے اسکو ناظرین سیر خوب جانتے ہیں اور ناظرین رسالہ ہند
 کو اس امر کا بھی خیال ہے کہ حضرت رسول مقبول نے اپنی نسبت سیف من سیف
 اللہ ارشاد فرمایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ حضرت کی خدمت مبارک میں اور بھی بہت
 اشج و جان نثار ہیں جو اس خطاب کے مستحق تھے - غرض ہم نے ان شجاعان عرب کے
 ناموں کی ایک منتخب فہرست خاتمہ کتاب پر لکھ دی ہے ملاحظہ ہو ۱۲

جب حضرت رسول کریم خیر سے مدینہ منورہ کو رونق افروز ہوئے اور اہل مکہ کو اسکی خبر ہوئی تو فطرتاً
 خالد بن ولید کے ولہیں خدا کی رحمت نے جوش مارا اور وہ یہ سوچنے لگے کہ رسول کریم کی
 مخالفت جو ہماری قوم اسوقت تک کر رہی ہے یہ دراصل بجز حمیت جاہلیت کے
 اور کیا ہے اور رسول کریم کی اطاعت میں اگر ہے تو ہمارے ہی دارین کا فائدہ ہے
 اس سے آپکا کوئی ذاتی نفع تو مقصود نہیں اور جو شخص کہ بندگان خدا کی بیہودگی
 اور بھلائی میں اپنی جان اور مال وقف کر دے ایسے کریم انفس کی مخالفت سوائے
 اپنی ہنسی کے کچھ نہیں ہے - یہ سوچ کر خالد نے اعلان قریش کے
 ایک طرفے بھاری مجمع میں حضرت کی مدح اور اپنے اظہار خیالات کے

متعلق ایک زور لکچ دیا جب کا خلاصہ یہ ہے کہ بھائیو! آپ لوگ شرفاء
 قوم ہیں۔ اور ذی عقل ہیں۔ غور فرمائیے۔ کہ ہم کیوں ایک ایسے مقدس نفس
 کی ہمدردیوں اور خالص خیر خواہیوں کی مخالفتوں پر آمادہ ہیں۔ اپنے
 بارہا اس کا امتحان کیا ہے اور آپ کے دل جانتے ہیں کہ محمدؐ تو شاعر
 ہیں نہ ساحر۔ دولت دنیوی اور شوکت شخصی سے وہ سخت متنفر و سزا
 زندگی آپکی بالکل عریضوں کی سی ہے۔ خود و پوشش نہایت سادہ و عظیم و واضح
 اور انکسار آپ میں پرے درجے کا ہے۔ رحم اور شفقت کی کوئی حد ہی نہیں۔
 اور سب سے زیادہ خود طلب تو یہ امر ہے کہ ہمارے قوم کے اکابر و اصاغر نے
 آپ کو اور آپ کے عزیز و اقربا اور صحابہ کو کیا تکلفیں نہ دیں اور آج آپکی قوت اور ستون
 اسلامی تر قیوں پر ہے۔ اگر آپ دنیا طلب ہوتے اور بدلا لینا اور کینہ و
 آپکا پیشہ ہوتا تو آج ہم سے ایک بھی زندہ نہ بچتا۔ برخلاف اسکے آپ
 للہیت کا سہہ حال ہے کہ جیسے کوئی آپکا کیسا ہی دشمن جانی نہ ہو مگر جہان
 اوس نے صدق و لکھ اقرار و حیدر و رسالت کر لیا۔ تو آپ نے اوس کو فوراً
 سبھا لٹی لیا۔ اور اوسکی تمام عداوتیں کا عدم کر دین نہ آپ مال و جاگیر سے
 خوش ہوتے اور نہ ہدایا و نسیان سے بلکہ ہم لوگوں کے اسلام قبول
 کرنے سے ایسے خوش ہوتے ہیں کہ گویا آپ کو دولت دارین مل گئی۔ یار و انصاف
 کرو کہ اسباب کرم النفس اگر پیغمبرِ حق نہ ہو تو کیا دنیا و اربابہ طلب طامع و حرص
 شخص ہو سکتا ہے پس ہر شریف و ذی عقل کا فرض ہے کہ آپ کا دل و جان سے
 طامع و مطیع ہو جائے اور دینی دنیوی لتوں سے جو لازمہ کفر ہیں بچیں۔ اس
 تقریر کے سنتے ہی حکیم بن ابی جہل جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے
 گھبر کر اٹھ کر اٹھ کر چلی دلتو کو یاد دلایا اور خود بھی مخالفت کی۔ خالد نے

اس کا جواب دیا اور کہا کہ مجھے حجت جاہلیت کی حمیت ہے مجھ کو اس سے اب سروکار نہ رہا غرض کچھ ہی ہو مجھ پر تو خدا نے حق کو ظاہر کر دیا ہے اور میں تو مسلمان ہو چکا تم لوگ اپنی اپنی بہتری کو آپ سوچ لو اسکے بعد خالد نے آنحضرت کی خدمت میں بطور تخفہ گھوڑے روانہ کئے اور اپنے اقرار اسلام اور تصدیق رسالت کا حال کھلا بھیجا جب یہ سچہ کیفیت بہادر قوم قریش خالد کے اسلام کی ابوسفیان کو معلوم ہوئی تو بس ایک بار زمین اُنکے پاؤں کے نیچے سے نکل گئی اور ابوسفیان اسوقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے اور شیخ القوم اور ذی مرتبہ اکابر قریش سے تھے غرض یہ کہ عکرمہ در خالد کے پاس وہ خود چلے آئے۔ اور پوچھا کہ اے خالد میں نے جو کچھ تیری نسبت سنا ہے کیا وہ سچ ہے؟ کیا انہیں محمد پر ایمان لا چکا ہے اور آل محمد کا تابع ہو گیا ہے؟ میں یہ تو نے کیا کیا؟ کیا آل محمد کو میرے مقابلہ کیلئے قوت و امداد بخشتا ہے۔ خالد نے کہا اگر مگر یہ کام کیا ہے تو بیشک حضرت محمد کے ناتے۔ اور رشتہ داری کے لحاظ سے مجھ کو بھی کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ مجھ کو ان سے صلہ رحمی اور قرابت ہے۔ بھلا اسمیں تمہارا کیا ہرج ہوا۔ ابوسفیان نے کہا کہ اگر اس کا کیا قرار واقعی مجھ کو یقین ہوتا تو مجھ کو قتل کر دیتا۔ خالد نے کہا۔ اللہ کی قسم میں بالکل سچ کہتا ہوں۔ امتحان میں تمہیں اتنا سنئے قبیول کا نہیں ہے جان وینکو کلیجا چاہئے دل چاہئے ذرا اسلامی شجاعت کو دیکھئے یہ سننے ہی ابوسفیان خالد پر لپکے اور دست بگریبان ہو کر تھے کہ عکرمہ نے اُن دونوں میں بیچ بچاؤ کر دیا۔ اور کہا کہ ابوسفیان ذرا ہڑ جاؤ۔ اگر تم اسی جاہلیت کرو گے تو یقین ہے کہ مجھ کو بھی غصہ آجائگا عقو۔ دیکھ کہتا ہوں غین و اعظی غصہ دلاؤ جو کاؤ کی بجلی تو مسلمان ہوں میں اور میں بھی خالد کے پیڑبان ہو کر دین اسلام کا خالص و فخلص فدائی ہو جاؤ گا۔ اس کام میں تمہارا کوئی ہمارہ ہے؟ کیا خدائی فوجدار ہو! سچہ اپنی اپنی

پسند اور خوشی کا معاملہ ہے۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ کل قریش معاملات میں اپنی راستہ پر عمل لیا کرتے ہیں اور بظاہر سے یہی عین در آمد بر ما ہے۔ آپ کو دوسرے کی آزادی میں دخل نہ دینے کا کیا حق ہے۔ اس کی قسم ہے کہ خالد اپنی راستہ سے منحرف ہو نہیو الا نہیں اور جھکو خوف ہے کہ حملہ اہل مکہ کے ساتھ نہ ہو جائیں۔ عفو۔ آج تم دشمن ہو کل ہو گئے ہمارے جان نثار، پھر حمل ہو پاؤں گے اس کو دار پر، مگر تمہیں تفریق نہیں ابوسخیان نے خالد کو چھوڑ دیا اس کے بعد وہ مکہ سے نکلے اور ان حضرت کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔ اس حال میں کہ وہ تصدیق کرنے والوں اور ایمان لانے والوں میں سے تھے۔ عفو۔ ان قسمت کی ہے یہ رشک نہ کرے رضوان دہم کو جنت ہو مبارک در حضرت جھکو نہ ایک دوسرے۔ قہر یہ کی کتاب میں یوں لکھا ہے کہ۔

خود حضرت خالد بن ولید یوں فرماتے ہیں کہ دین اسلام کھمت میرے دل میں القا ہوئی بعد صلح حدیبیہ فتوحات اسلامیہ میں جو آسمانی نائید دیکھی لو میں نے بھہ خیال کیا کہ بس اب قریش کی قوت، عظمت کا خاتمہ ہوتے نظر آتا ہے۔ بہتر ہے کہ شاد جس بخاری کے پاس چلے جادوں اور دہان آرام سے بسر کروں یا بادشاہ روم ہنر تل کے پاس جا کر دین نصاریٰ اختیار کروں۔ پھر سمجھ سوچ کر کہنے لگا کہ ایسے کمینہ پن کی زندگی تو مجھے ایسے غیور شخص سے ممکن نہیں کہ مرف رشک بیجا کے اسے اپنا دین تباہ کروں۔ خیر مناسب ہو گا کہ چند سے ایسے ہی وطن میں تقیم رہ کر دیکھ لوں کہ آخر ان باسبی اور قومی لڑائیوں کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ میں اس فکر و تردد میں تھا کہ حضرت سید الانبیاء و عہدہ قضا کے ادا کیجئے ارادہ ہے شریف فرما کہ ہوئے۔ اور میرا سمجھا ہی ولید بن ولید بھی حضرت کے ہمراہ آیا اور جھکو بہت دھونڈا مگر نہ پایا۔ ناچار اس نے جھکو

ایک خط لکھا کہ بھائی خالد تجھ کو سوار عالم نبی ارحم نے کئی بار یاد فرمایا ہے اور زمان مبارک سے یوں ارشاد فرماتے تھے کہ خالد ایسا آدمی نہیں ہے کہ اسلام کی خوبیاں اب تک اوس پر ظاہر نہ ہوئی ہوں بھائی حضرت کا شکوہ یاد فرمانا اور رحمت کے کلام تیرے نسبت ارشاد فرمانا خالی از حکمت نہیں ہے اور یقیناً تیرے اسلام سے مشرف ہونیکا زمانہ آج کا اب دیر مت کر مان یہ بھی فرماتے تھے کہ اگر خالد مسلمان ہو کر اپنی قوت و شجاعت کو ناید اسلام میں صرف کرے گا تو اس کے لئے بہتر ہوگی اور ہم اوس کو اس وقت دوسروں پر مقدم جائیں گے۔ دیکھ بھائی۔ جلد آ۔ اور یہ موقع اپنے ہاتھ سے مت کھونا۔ تصور ا لکھا بہت سمجھنا۔

راقم تیرا بھائی ولید بن ولید۔

خالد نے جب اپنے بھائی کا خط پڑھا تو اون کے خیالات سابقہ پر ایک تازہ تیر اور لگا۔ یہ اوس وقت اوٹھ کھڑے ہوئے اور یکے بعد دیگرے اپنے خالق و دوستوں سے ملکر اپنے ارادہ کو اون پر ظاہر کیا اور انہیں بھی ترغیب دی کہ ہم بھی ہمارے ساتھ حضور اقدس میں چلکر مسلمان ہو جاؤ۔ صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل نے عذر کیا مگر عثمان بن ابی طلحہ سماعتہ ہوئے یہ دونوں صواب مدینہ منورہ کے طرف چل نکلے جب موضع بدہ کو پہنچے تو عمرو بن عاص بھی مل گئے جو اسی قصد سے اون کے پیشتر نکل چکے تھے۔ معجزہ۔ یہ لوگ منورہ داخل مدینہ ہوئے نہ تھے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف مخاطب ہو کر فرماتے لگے کہ لو کہ نے اپنے جگر پاروں کو تمہارے طرف پھینک دیا ہے۔ اس وقت تو کسی نے کچھ بھی نہ سمجھا کہ اس ارشاد سے آپ کا کیا مقصود ہے۔ مگر خالد سمعہ احباب جب داخل مدینہ منورہ ہوئے تب سمجھا کہ حضور نے انہیں کے نسبت ارشاد فرمایا تھا۔ خالد کہتے ہیں کہ میں جب لباس سفر بدل کر حضرت کی طرف چلا تو اتنا بے راہین

میرے بہائی نے مجھے ملکر کہا کہ بھیا جلدی کرو۔ تمہارے آنیکے خبر حضورؐ کو
 سرفور عالم کو ہو چکی اور آپ مسرور و شادمان منتظر بیٹھے ہیں۔ یہ سننے ہی میں
 قدم تیز کئے اور داخل محفل مبارک ہوا۔ جو وہی آپکی مبارک نظر مجھ پر پڑی۔ میں
 کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ رسول اکرمؐ نے بحالت قسم میرے سلام کا جواب
 دیا۔ پھر میں نے کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وانت رسول اللہ موافق
 نہایت شفقت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ الحمد للہ بذات الاسلام اسے خالد بن خالد تھا
 کہ نوصاحب عقل و فہم سلیم ہے۔ اور تیرے ہدایت پانکی جھیکو توقع ہی تھی۔ خالد نے
 یہ انکھار نہایت و انفعال اپنے کچھلی خطاؤں کی معذرت کی اور معافی چاہی تو حضرت
 نے فرمایا کہ خال تم نہیں جانتے ہو کہ اسلام کے سببے ایام جہالت کے تمام گناہ و
 جاسمیں۔ اعمال سابقہ کا اب تمہیں کچھ خوف نہیں ہے۔ خالد ان نعمتوں کی سرفرازی
 سے ایسے خوش ہو سکے کہ پھولے نہ سلائے اور آپکے مشرف بہ اسلام ہونے کے خاص
 عام اہل اسلام بہت مسرور ہوئے اسکے بعد آپ شامل جماعت جان نثاران حضرت
 رسول مقبول ہوئے۔

عز و موت

یہ یونچ جلد سے لفرہ دین حق کہ تو اس سعادت کی ہے سختی و دکھاستا حملہ پر غضب
 بہت رہ چکا شیر فرست طلب کہ موتہ ایک مقام ہے بیت المقدس سے دومرحلہ
 دور اس جنگ کا باعث یہ ہوا کہ حضور عالم نے ملک بصری کے نام حارث بن عمر
 کے ہاتھ ایک فرمان ہدایت نشان روانہ فرمایا تھا۔ مگر وقت ملاقات امرائے
 قیصر یہ سببہ ایک امیر نے آپکو شبہید کر ڈالا اور پہلے بین جو رسول مقبول کے
 سفیروں میں سے شبہید ہو سکے ہیں۔ جب حضرت مسرور عالم کو یہ خبر پہونچی تو آپ نے
 جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور زید بن حارثہ کو اس لشکر کی امارت سے سرفراز کی تھی۔

ثبوت نبوة

جب حضور عالم ضروری ہدایات و ارشادات سے فارغ ہوئے تو یہ بھی فرمایا کہ ہاں اگر اس معرکہ میں زید شہید ہو جائیں تو بمغفر بن ابی طالب امیر مقرر ہوں اور ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ ان کے قائم مقام کئے جائیں اور یہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر سلمان بن کو اختیار ہے وہ جسکو چاہیں اپنا امیر شکر مقرر کر لیں۔

ایک یہودی جو اس وقت اس مجلس میں حاضر تھا زید کے پاس جا کر کہنے لگا کہ زید سنو اگر تم محمد کو پیغمبر خدا اور رسول برحق جانتے ہو تو یقیناً تم شہید ہو جاؤ گے کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل میں جب کوئی نبی اس طرح نام بنام آکر سوا آدمیوں کی شہادت کی خبر دیتا تو یقیناً سب کے سب شہید ہو جاتے پس اگر آپ سچے نبی ہیں تو بیشک تم سب شہید ہو جاؤ گے پس بہتر ہو گا کہ تم جنگ میں مت جاؤ۔ زید نے کہا احمق تو پاگل ہو گیا ہے۔ آنحضرت کے پیغمبر برحق ہونے میں کیا شک ہے وہ لایعنی نبی مرسل ہیں اور یہی میری شہادت اسکا خوف کیا ہے۔ ارے ہم تو اس کے ایسے آرزو مند ہیں کہ جیسے برسوں کا فراق زدہ عاشق اپنی حسین معشوقہ کو ملنے کا متمنی ہو۔ پس جو چاہذا رہے او سکوا پیکر و زمرنا بھی لازم ہے مگر ایسی موت جسکی بدولت ابدی بقا اور دائمی آرام و آسائش مفت ملتی ہو سکون نصیب ہوتی ہے صاحب نصیب اہل سلام کے سوا شہادت کے برکات کسکو ملتے ہیں۔ نف ہر تجھپر جو اس فانی زندگی پر مڑتا ہے۔ اور ہم شہادت کے فرائض کو نوڈراتا ہے۔ جل دور ہو میرے سامنے سے۔ القصد سرور عالم نے ایک سفید نشان اس لشکر مجاہدین کی امارت کا زید کے ہاتھ میں دیکر ضروری پند و نصائح کے بعد فرمایا۔ اور خدا سے تعالیٰ سے مدد اور نصرت طلب کرنے کی تاکید اور سب کے

حق میں دعائے خیر فرمائی۔ جب لشکر اسلام موضع موتہ پر وارد ہوا تو سردار لشکر نے جملہ ارشادات سید عالم کی برابر تعمیل کی۔ مگر دشمنوں نے ایک بڑا لشکر جمع کیا تھا۔ اور شرجیل کو اسکا افسہ مقرر کیا۔ شرجیل غسانی مسلمان کے مقابلہ سے ڈرا اور اپنے بہائی کو حبکا نام شدوش تھا اپنا قایم مقام مقرر کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کو بھیجا۔ جب مقابلہ ہوا تو مسلمانوں کے ایک سردار نے شدوش کو مار لیا۔ شرجیل کا خوف اور بڑھ گیا۔ اور اس لیے جا کر قلعہ میں بند ہو گیا۔ اور فوراً ہر شاہ روم سے بہ کمال عجز اداوی لشکر طلب کیا۔ حالانکہ مسلمانوں کی فوج کی تعداد اب بھی ان کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔ غرض ہر قل نے بڑی بہاری فوج مدد کے لیے بھیج دی۔ جن میں قریب لاکھ سے بھی زیادہ مردانِ نبرد آ رہے تھے۔ مسلمانوں نے جب اس کثرت سے فوج کو دیکھا تو کئی مرتبہ دوا و مشغوش ہوئے اور بقائے انسانیت ارادہ کیا کہ حضرت سید عالم کی خدمت مبارک میں اداوی فوج کے لئے عریضہ روانہ کریں مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر عبداللہ بن رواحہ ان پر کمرے اور اونھیں غیرت دلائی اور ان کے اسلامی جوش کو ادبھا کر لکھا کہ یہاں تو ذرا سوچو تو کہ کیا ہم لوگوں نے غریب لوطنی جو اختیار کی ہے اور خویش و اقارب دوست و احباب عیش و آرام کو چھوڑا ہے تو کیا ہمارا مقصد اس دولت و شہمت و نبوی کا پیدا کرنا ہے؟ لاواللہ!! لا۔ بلکہ ہم تو طالبِ شہادت ہیں جس دولت کے روبرو دینیائی بادشاہی پریشہ سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتی؟۔ یہاں تو فتح و شکست خدا سے تعالیٰ کے ہاتھ ہے۔ اگر فتح ہوئی تو نہوا لہر ادا اور اگر نہیں شہادت نصیب ہوئی تو وہ خود بھی عین فتح ہے پس فوج کی قلت وغیرہ سے تردد میں پڑنا اور کثرتِ تعداد سے گھبرانا ایک بے بنیاد اور صریح حماقت کی بات ہے اس لئے کہ فتح و شکست کو اس سے کوئی نسبت

نہیں۔ ہمیں بارہا اسکا بخوبہ ہو چکا ہے کہ باوصف قتل فوج کے بہادران اسلام
 کفار کی جمعیت کثیر کو مورخ کی طرح روند ڈالا اور ان پر فتح پائی ہے۔ اور
 ان جان نثاریوں کا نتیجہ گو آج ہمیں نہ ملے لیکن ہماری آئندہ آئندہ آئندہ نسلین
 اس سے ضرور نفع اٹھائیں گی جو ہماری دایمی مسرتوں اور ابدی راحتوں کا
 باعث ہوگا۔ خبردار یہاں یہاں خبردار!! کبھی ایسے دسوسون کو اور شیطانی
 خیالات کو دل میں آنے مت دو۔ پھر ایسے موقع کہاں نصیب ہوتے ہیں۔ خدا
 کریم پر بھروسہ کرو اور آگے بڑھو پھر یا تو فتح ہے یا شہادت دونوں امر ہمارے
 لئے نعمت ہے اور کسکو ایسا مبارک زمانہ نصیب ہوتا ہے کہ جبکہ درمیان
 رحمت عالم رسول اکرمؐ بنفس نفیس موجود ہوں۔ الحاصل یہی اس تقریر نے مسلمانوں
 میں ایک صحیح تازہ بیونک ہی خلاصہ یہ کہ زیدؑ نے علم سرداری لشکر کا اٹھایا
 کفار سے مقابلہ ہوا اور موافق ارشاد انحضرت کے پہلے زیدؑ شہید ہوئے۔
 آپ کے بعد حضرت رسول کریمؐ کے ارشاد مبارک کے مطابق جعفرؑ طیار نے
 علم اٹھایا اور گھوڑے کے منہ پر مار کر کہا کہ سرور عالم کو میرا سلام پہنچا دینا اور سخت
 مقابلہ کر کے شہید ہوئے آپ کے دونوں بازو کاٹ گئے اور ۴۲ زخم جسم کے ایک جانب
 اور ۴۲ دوسری جانب لگے تھے اسکی بعد عبداللہ بن رواحہؓ نے علم سرداری اہل
 بیت میں لیا سنا ہی کہ تین دن سے آپ بھوکے تھے نہ معلوم اسکی کیا وجہ تھی۔ پہلے تو
 آپ نے نفس کو مخاطب کر کے ملامت کرنا شروع کیا کہ سن اے عبداللہ تجھ کو اپنی
 عورت کی محبت مانع شہادت ہے تو اے میں نے اسکو طلاق دیدی۔ اگر غلاموں
 کی کثرت و شوکت کے جدا ہونیکا قلق ہے تو آج ہی میں نے ان سبکو براہ خدا
 آزاد کر دیا اور پھر اگر بلغ و بستان کی سیر کی محرومیت کا قلق ہے تو میں نے اپنے
 اپنے تمام باغات و خیرہ کو بھی سرور عالم پر صدق کر دیا۔ اے عبداللہ تیرا کچن

مبارک حکم سے تلوار سے توڑا تھا۔ جب اسہین سے ایک عورت بد شکل برہنہ
 سر۔ سیاہ رنگ۔ کر یہ منظر نکل کر بھاگا جانتی تھی کہ او سکو بھی خالد نے قتل کیا
 اسکے بعد دوسرا سر یہ جس میں خالد سردار لشکر تھے وہ سر یہ بطین نخلہ سے
 جانا چاہئے کہ عورت مبارک جس میں سیف اللہ حضرت کی خدمت مبارک میں حاضر
 رہے وہ یہ ہیں۔ فتح مکہ۔ جندہ۔ طایف۔ بتوک۔ حجة الوداع۔ اور سریات
 جس میں آپ سردار فوج مقرر تھے حسب ذیل ہیں۔

سر یہ موتہ۔ بطین نخلہ۔ بنی جذیمہ۔ دومتہ الجندل۔ بنی الحارث۔ اور بنی عبد
 مین۔ اور آپ نے ہمدہ خلیفہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذیل قوم مرتد مفسدون کو تلوار
 کی گھاٹ کا پانی پلا دیا اور آگ بھانکنے کے لٹیرے سے جہنم کو بھیج دیا۔ طلحہ بن خویلد۔
 ام رمل۔ سبج۔ مالک بن نوہرہ۔ میثدہ۔ کذاب اسکے بعد آپ نے کربلا کی حیرت
 کی تائید کی اسکے بعد امیر ہوئے۔ جنگ بصرہ میں۔ دمشق۔ وروان۔ اخبار میں
 کامل فتح دمشق کی۔ بعد فتح کیا۔ اور معجرت امین الامہ عبید بن الجراح۔ یرموک
 انطاکیہ قنسین۔ قیساریہ۔ دیار بکر۔ مصر۔ بیت المقدس۔ بجننا جمص وغیرہ کو
 فتح کیا۔ اسکے بعد مدینہ کو واپس تشریف لے گئے۔ مختصر حالات مرقوم الصدوق
 واصلاح فسادات کے یہ ہیں۔

روایتی خالد کی طرف بنی جذیمہ کے

یہ تیسرا سر یہ ہے جس میں خالد سردار تھے

اسکے بعد خالد موضع ابرق میں قبیلہ کنانہ کے طرف روانہ ہوئے۔ آپکے ہمراہ
 سات سو سوار تھے قبیلہ بنی سلیم کے اور انصار میں سے سواے ابی قحوفہ بن انس کے
 کوئی اور نہ تھا۔ وہاں پر بنو جذیمہ کی ایک جماعت تھی۔ جب او دن سے پوچھا کہ آیا
 تم مسلمان ہو تو جواب دیا کہ مان ہم مسلمان ہیں۔ خالد نے کہا۔ تم کب مسلمان

ہوئے۔ کہا کہ آجکی رات یعنی گزشتہ شب کو۔ خالد۔ اچھا تم سبھی ہو تو بہار پر
 بنا گزین کیون ہوئے ہو ہمارے پاس چلے آؤ۔ بنو جذیمہ کی جہالت میں سے ایک
 مرد نے انکو خوف دلایا کہ دیکھو تم اگر متباہر دیدو گے تو ضرور قتل کنی جاؤ گے۔ القلمہ کہہ
 رد و قح کے بعد انھوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ خالد نے ان سب کی قتل کا حکم دیا اور
 وہ سب مار ڈالے گئے۔ جب اسکی خبر آنحضرتؐ کو پہونچی تو آپؐ خالد پر سخت غصہ ہوا
 خالد نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ مجھ پر ملامت نہ فرمائے۔ میں آپ پر فدا ہو جاؤ
 میں نے یہ دلیل سن لی کہ جو آپ پر نازل ہوتی ہے۔ انکو مار ڈالا ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ قوم دغا باز اور کینہ کش تھی۔ اور مجھ کو اس نے
 فریب دینا چاہا۔ پس اللہ نے شفا دیدی۔ میرے سینے کو یعنی کھول دیا اور میرے
 دل کو ان کے کینہ سے آگاہ کر دیا۔ اللہ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ میں اگر وہ دشمن
 دل سے ایمان لائے ہوتے تو خدا تعالیٰ مجھ کو ان کے قتل پر قدرت مہی بخشا
 مگر انکو وہ منافقانہ دغا کیا جاتے تھے۔ بایں ہمہ آنحضرتؐ نے ان کے لڑکے
 بالوں کو اور اموال کو جو غنیمت میں آیا تھا واپس فرما دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ
 حکم شریعت ظاہر ہے۔ اسی لئے رحمۃ عالم با وصف خالدؓ کے معقول جواب
 کے ان کے تقاضے دلی پر عمل نہ کر کے ظاہر شریعت کا پاس رکھا۔ اہل ایمان کو
 یہ فعل رسول مقبولؐ کافی ہے

جنگ طلحہ بن خویلد

عہد خلیفہ رسول اللہؐ بعد رحلت فرمانے آنحضرتؐ کے خلیفہ رسول اللہ حضرت ابابکر صدیقؓ
 حضرت ابابکر صدیقؓ نے اپنی عہد خلافت میں۔ خالد بن ولیدؓ کو مین ہزار آدمیوں کو
 ہمراہ دیکر طلحہ کے سر کو بی کے لئے روانہ کیا۔ یہ طلحہ بن خویلد آنحضرتؐ کے عہد مبارک

میں ایمان لایا تھا اور آپ کے زمانہ حیات ہی میں مرتد ہو گیا۔ جب آنحضرت کی وفات
 شریفیہ کی خبر مشہور ہوئی تو اس نے دعوے بنوہ کیا اور طرح طرح کی خرافات بکھڑکا
 بہت سے بدوی احمق بھی اس کے ساتھ ہو گئے۔ حضرت صدیق نے عدی بن حاتم کو
 اس قوم کے پاس بھیجا کہ وہ جلد جا کر اون لوگوں کو اسلام سے روگردان ہوئے
 نہ ورنہ اس اثناء میں سیف اللہ خالد کا لشکر پہنچ گیا۔ جس کے مقدمہ انجیش ثابت
 بن فہس تھے۔ اور خالد نے ثابت بن خرم اور عکاشہ بن محسن کو بطریق پیچھے لشکر
 بھیجے۔ پہلے کا حکم دیا۔ اتفاقاً طلحہ اور اس کے بھائی وغیرہ کی مسلمانوں سے
 مسلمان ہو گئی اور اچانک یعنی بے قصد جنگ شروع ہو گئی۔ لڑائی میں بن جبالہ بن طلحہ
 مارا گیا اور عربہ ون سے ثابت بن خرم اور عکاشہ کو شہید کر ڈالا۔ جب خالد اسے اور باقی
 یاروں کو شہید پایا تو بہت افسوس کیا کل مسلمانوں کو رنج ہوا۔ انہیں عدی بن
 حاتم نے آکر کہا کہ مجھ کو تین دن کی مہلت دیجئے کہ میں اس قوم کو دوزخ میں جا
 سے پھانسنے کی کوشش کروں۔ پھر نہلت دی گئی ابن حاتم عدی تین دن گزرنے
 کے بعد یا نسور جنگی کو جنھوں نے اسلام قبول کیا تھا اپنے ہمراہ لیتے آئے اور وہ
 سب لشکر اسلام میں شامل ہو گئے۔

اس کے بعد خالد نے بنی جریہ کا قصد کیا۔ تو عدی نے کہا کہ مجھ کو اول روانہ کرو۔
 شاید کہ بنی عدی کے طرح یہ قوم بھی دوزخ سے نجات پائے۔ غرض عدی ان کے
 ان کے پاس گئے اور انھیں ہند و نصیحت کر کے رلو راست پر لائے اور ان کے
 ہزار روپے ہمارے لیتے آئے یہ بھی شامل لشکر اسلام ہوئے۔ اس کام سے عدی کا احسان
 تمام قوم پر ہوا۔ غرض خالد اپنے لشکر کے ساتھ بڑا ضخیم اور ترسے۔ اور طلحہ بھی بہت
 لوگوں کے ساتھ آجگاہ قابل ہوا۔ کہ آفتاب نکلا دواؤں کی صفیں آراستہ ہوئیں
 اور لڑائی آغاز ہوئی۔ خالد نے ایسی بدلو شجاعت دی اور وہ مردانہ جوہر دکھلائے

کہ خلیفہ ابنی عورت کو لیکر شام کو بجا لگا۔ اور بنی کلاب کے پاس جا کر پہنچا لی۔ مخالفین
مردوں کو گرفتار کر کے اودن کی مشکین کس کر مدینہ کو خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا۔
مگر وہ سب کے سب خلیفہ برحق کے ہاتھ پر توجہ کر کے پھر انہیں سرفروزمندان ہو گئے۔
طلحہ کی شہادت کے بعد بنی عامر۔ بنی سلیم۔ بنی ہوازن اور بنی فزارہ کی قوم کے
لوگوں کو چھ اسلام میں داخل ہو گئے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اودن کی سرکوبی کے لئے خالد
بن ولید کو روانہ کیا تو فزارہ لڑنے لگے کہ میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ ارشاد فرماتا ہے
کہ اٹھ کا خوب بندہ اور اچھا بہائی اپنی گروہ کا خالد بن ولید ہے اور وہ ایک تلوار
سے اللہ تعالیٰ کی تلواروں سے ہے کہ مینچا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اوپر کافور اور
منافقوں کے۔ بابی و امی صدقت یا رسول اللہ۔ بابی امی

باب خالد نے یہاں کے امورات سے فراغت پائی تو ام ہارل کے طرف روانہ ہوئے
اور سکھانام سلمیٰ تھا جسکی ماں ام قمرہ شرف اور بزرگی میں تمام عرب میں ضرب المثل
تھی اور ام رمل مال و دولت اور آل و اولاد کثرت سے رکھتی تھی۔

نومین جب قدر فزاری مرتد تھے وہ سب کے سب اس عہد کے پاس جمع ہو گئے اس
برائے لشکر جمع کر کے مسلمانوں سے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ مخالفین
حال سے مطلع ہو کر دلیرانہ سلام کو جواب دے کر اس کے طرف بڑھے۔ پھر نو
ہر دو لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ آتش جنگ مشتعل ہوئی۔ ام رمل اپنے باپ کے
اونٹ پر سوار تھی۔ خالد نے بذات خود مدد دینا اپنے رفقاء کے اوسپر حملہ کیا۔

چونکہ اسکی حفاظت کے لئے اس کے گرد پیش بہت لوگ گھیرے ہوئے تھے۔ لہذا
معدیہ فریدون نے اصل چھینم کرنا پڑا اور پھر اس مرتدہ کے اونٹ کی کوخچیں کاٹ
ڈالیں اور اس شیعہ کا کام دہین تمام کردار پھر اس فتح کی اطلاع بذریعہ بعینہ
فتح نامہ کے حضرت خلیفہ رسول اللہ ابوبکر صدیق کی خدمت باعہایت عظمت

مین کرنے کی اجرت نہیں کر سکتا چونکہ ایک مشہور قصہ سے لہذا یہاں پر اسکے تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

جب لوگوں نے متواتر آپ کی شکایتیں خلیفہ رسول کی جناب میں کیں۔ تو حضرت صدیقؓ نے آپ کو بلوایا۔ جب یہ حاضر ہوئے اور حضرت صدیقؓ کو آپ کی خدمت میں سب واقعات مشتبہ کی حقیقت من وعن بیان کی اور آپ کے شبہات کو دور کیا تو حضرت صدیقؓ نے اوان عذرات کو قبول فرمایا اور مالک کی دیت مانگنے والے بلوائیوں کو اسکی دیت میں نتوان دینے والے۔ اُن کے اموال اور قیدیوں کو واپس کر دیا عرض خالداؓ جب دربار حضرت صدیقؓ سے باہر نکلے تو وہاں حضرت عمرؓ جو باہر تشریف رکھتے تھے خالداؓ کو دیکھ کر اونٹ کھڑے ہوئے اور پکارا کہ یا ابن ام جمیل ادھر تو آؤ۔ مگر خالداؓ نے کچھ جواب نہ دیا اور چلے گئے اسکے بعد خلیفہ رسولؓ نے بنی حنیفہ کی تہنیک کے واسطے خالداؓ کو یمامہ کے طرف روانہ فرمایا ثابت بن قیس کو گروہ اسفار کا امیر مقرر کر کے سب کے ہمراہ کر دیا اور پھر خالداؓ نے تمام مردوں کی جماعتوں کو زیر و زبر کر کے جزیرہ عرب کو مشرک و ارتداد کی پلیدی سے پاک کر دیا۔

میسلمہ کنڈا سیل و جنگ یمامہ

حضرت صدیق اکبرؓ نے پیلے عکرمہ بن ابی جہل اور ثعلبہ بن حنظلہ کو بنی حنیفہ کے جنگ کے لئے بھیجا تھا۔ مگر یہ لوگ قنلت فوج کی وجہ سے خالداؓ کی آمد کے منتظر ہو غرض یہہ آگئے اور ادھر میسلمہؓ بھی (۴۰) ہزار فوج سے مستعد ہو گیا۔ آخر طرفین میں جنگ شروع ہو گئی اور جبہ لوگ غار کے محلے نہایت سخت ہوئے یہاں تک کہ دشمن خالداؓ کے خیمہ میں گھسے۔ اور چاہا کہ آپ کی بی بی اہم تم کو مار ڈالیں مگر جامعہ جو آپ کی قیدی تھا اوس نے منع کیا اور کہا میں نے اسکو پناہ دی ہے

بہہ سگریہ لوگ لوٹ گئے۔ اس عرصہ میں رجال بن عقیقہ جو مسلمانوں کا مشیر کا رہتا
 زید بن خطابؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر مسلمانوں نے متفق ہو کر سخت مقابلہ
 اور حملے کئے اور کذاب کے لشکر کو خوب خوب نہریمیتین اور شکستین دین مگر یہ
 جنگ بہت سخت تھی بارہ سو جانوں کا نقصان ہوا جن میں (۳۶۰) مہاجرین
 اور (۳۰۰) انصار تھے اور خاص صحابہ رسول کریمؐ کی تعداد (۴۰) سے
 کم نہ تھی۔ لڑائی خوب گھمسان کی ہو رہی تھی اور خالد بن ولیدؓ کی طرح لشکر
 کفار پر حملے کرتے ہوئے اور مارنے ہوئے مسلمانوں کے قریب ہو چکے تھے کہ اسکو
 فی النکیرین مگر ایکو خاطر خواہ اسکا موقع نہ ملا پھر آپ صفوں کو چیرتے ہوئے
 میدان میں آگئے اور بارز طلب کیا اور وقت آپکا رجز یہ تھا۔ انا خالد بن ولید
 انا ابن عاصی و دین یعنی میں خالد ہوں بیٹا ولید کا اور میں فرزند ہوں گردن
 کی رگ کاٹنے والا کیا پس جو آپ کے مقابل ہوتا اسکا کام اور سبقت تمام کر دیتے
 اس روز مسلمانوں کا شعار تھا۔ یا مہجین ا۔ آخر الامر فتح مسلمانوں کے ہاتھ
 رہی۔ اور مسلمانوں کے لشکر نے ایک حصار میں پناہ لی اور دروازہ بند کر لیا۔ جب
 موقع مسلمانوں کو اندر داخل ہونیکا نہ ملا۔ تو براہ بن مالک نے کہا کہ اے
 مسلمانو! تم سب مسلمان بن جاؤ اور پھر اس سنگین حصار کے اندر ڈال دو تو پھر
 میں کفار سے سمجھ لیتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ عرض ایسا ہی کیا کہ آپکو ڈال پر
 بٹھا کر اسکو نیزہ سے بلند کر کے حصار کے اندر پھینک دیا۔ بہادری ہو تو
 ایسی ہو۔ براہ نے اندر داخل ہو کر وہی دروازہ کو پہلے قتل کیا اور پھر مسلمانوں
 کے لئے حصار کا دروازہ کھول دیا۔ براہ بن مالک کو اس روز قریب (۹۰)
 زخم کے لگے تھے۔ پھر تو کفار بہت قتل ہوئے۔ جب بن عاصم کے غلام وحشی بن
 حرب نے سانگ سے مسلمانوں کو چھید ڈالا کہ ہار لگ گئی۔ پھر ابو جہانہ سماک بن

بن قریظہ نے دوڑ کر ادسکا سر کاٹ لیا۔ جب خالدؓ نے مسلمانوں کی لاش کو دیکھا تو
 تو ایک کمریہ منظر حقیر بہت قدسیہ رنگ پتلی بیڈلیاں والا شخص تھا۔ خالدؓ
 نے کہا کہ فیحکم اللہ تعالیٰ تم کس طرح اس بدترین کے تابع ہوئے تھے۔ اسکی
 عمر ایک سو توجالیس برس کی تھی۔ یہ لڑائی سلمہ و سلمہ کے مابین واقع ہوئی
 زید بن خطاب حضرت عمرؓ کے بھائی بھی شجاعت کی داد دینے کے بعد شہید ہوئے
 اور ابوذرؓ بھی شہید ہوئے۔ مسلمانوں کا اس کذاب کے سبب سے اس قدر سخت
 نقصان ہوا کہ مدینہ منورہ میں شاذ مکان ایسا بچا ہوگا کہ جس سے رونے کی آواز
 نہ آئی ہو۔ اس کے بعد خالدؓ نے سردار مجاہد کی لڑکی سے نکاح کیا اور یہی خبر حضرت
 صدیق اکبرؓ کو پہونچی تو آپؓ نے ایک خط لکھ کر اس مضمون کا لکھا کہ تم فارغ البال
 ہو کر عورتوں سے نکل کر لے ہو جا لانا تمہارے خیمے کے گرد مسلمان زخمی پڑے
 ہوئے ہیں اور مہنوزاون کے زخم چھ نہیں ہوئے۔ غرض تم میرا خط دیکھتے
 ہی اپنا لشکر لیکر عراق کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ حضرت خالدؓ نے جب یہ خط پڑھا
 تو کہا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ عمرؓ کا کام ہے۔ غرض اوس وقت خالدؓ عراق کی طرف
 روانہ ہو گئے۔ اور اسلام کا لشکر اپنی مدد کے لئے آنکر شامل ہو گیا۔ جب خالدؓ
 اوس سرزمین پر اتر پڑے۔ ابن صلونا حاکم و نائب جو کسے ای کی طرف سے تھا۔
 اپنا لشکر لیکر آپ سے مقابلہ کیا اور ہزیمت کا کبہا گا۔ اور جب کے پیٹھ میں ایک کروڑ
 دینا پیش کر کے صلح کر لی اور بہت سے موضع مسلمانوں کے تحت و تصرف میں آ گئے
 پھر وہاں سے خالدؓ حیرہ کی فتح کے لئے بڑھے۔ یہاں حاکم کسری کی طرف سے۔
 حیرہ میں ایک اور سردار تھا مسلمہ بن عمر بن عبدالمسیح بن میان بن لقیلہ تھا۔ جو
 مقتصرہ عرب تھا اوس نے پھر آپ کا مقابلہ نہ کیا نہ مسلمان ہوا۔ میں دو لاکھ نواد
 ہزار درم پیش کر لی۔ اور یہہ اول جزیرہ ہے جو دیار عجم سے حضرت صدیقؓ

کے پاس آیا۔ اس کے خالہ نے کسری اور اسکے امرا کو دعوت اسلام کا نامہ لکھا۔ کہ اگر اسلام قبول نہ کرو تو جزیہ میرے پاس بھیج دو اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو لڑنے کو مستعد ہو جاؤ پھر جسکو خدا فتح دے۔ الملک العزیز للرب العالمین۔

شاہ ایران نے اسکے جواب میں جنگ کی تیاری کر دی اور ہرمز نامی ایک پہلوان بیلتن جوان کو اپنا نائب اور امیر لشکر بنا کر روانہ کیا۔ خالہ نے سرمیدان جب مبارز طلب فرمایا۔ یہی ہرمز پہلوان نائب کسری۔ عربوں کی چھوٹی سی فوج کو حقارت سے دیکھتا ہوا کمال غرور و تکبر سے آگے بڑھا۔ ادھر خالہ نے معمولی ڈانٹ ڈپٹ کے بعد اس بیلتن جوان کے سر ناپاک کو بے تکلف بھٹے کی طرح اوڑا کر لشکر عجم میں پھینک دیا۔ پھر دونوں لشکروں میں خوب لڑائی ہوئی اور عجی شکست کھا کر ہباگ نکلے۔ ہرمز کامر صبح تلج اور ایک ماسحتی کو غنیمت میں ہاتھ آیا خالہ نے مال غنیمت کا جنس مع تلج و ماسحتی کے مدینہ منورہ بھیج دیا۔

اسکے بعد شاہ ایران نے ایک شاہزادہ کے ماتحت ایک بہت بڑی فوج بھر بھیجی مگر وہ بھی شکست پا کر پسپا ہو گئی۔ اب شاہ ایران بیدار ہوا۔ ایک اور فوج بھرتی کر کے مشہور جنرل بہمن کے ماتحت عربوں کے مقابلہ کے لئے بھیجی مگر خالہ کو خدا کے فضل سے بے دریغ فتح حاصل ہوئی رہی اپنے دشمنان خدا کے لہو کے دریا بہا دئے اور حیرہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل حیرہ نے محاصرہ مجبور ہو کر جزیہ پر صلح کر لی۔ پھر تو مسلمان ان کے جان مال کے ذمہ دار ہو گئے۔ اور عیسائیوں کے مراسم مذہبی سے کوئی تعرض کیا بلکہ انکی فطرت کی اور حضرت خالہ حیرہ کو اپنا صدر مقام قرار دیکر ایک سال تک وہاں مقیم رہے حیرہ سے فارغ ہو کر خالہ نے انبار اور عین التمر کو فتح کیا اور عجم کی فوج کو اور عرب کی بنی بکر اور بنی عجل اور بنی ثعلب کے ملے ہوئے لشکروں کو بڑی بہادری

سے مغلوب کیا انبار کو صلح پر چھوڑ دیا اور عین لشکر کی لڑائی میں عقبہ ایک
عرب سردار کے سر کو خالدؓ نے بڑھ کے بغل میں دبا لیا اور کھینچ کر گھوڑے پر
پر سے اٹھا لیا اور اسی طرح اس کو اپنے لشکر میں لے آئے یہی دشمن کی شکست
کا دیباچہ تھا۔ خالدؓ اور عیاضؓ ایک ہی وقت میں حیرہ پہنچنے کی واسطے
چلے تھے۔ خالدؓ تو موقع سے زیادہ کام کر چکے۔ مگر عیاضؓ دو مہینہ الجندل میں
صرف دشمن کا محاصرہ کئے ہوئے ناکام پڑے ہوئے تھے اس لئے ان کو حیرہ
خالدؓ کا انتظار کرنا پڑا۔ خالدؓ نے اپنے ایک بہادر افسر ققاع کو حیرہ پر مقرر اور
دوسرے مقامات مفتوحہ کو سپرد کر کے ریگستان میں سے گزر کر دو مہینہ الجندل کو
روانہ ہوئے اکید اور جودی دو مہینہ الجندل کے سردار تھے بنی کلب و بنی غسان
جن کا سردار جبالا عیسائی بادشاہ والی بصرہ تھا اور عرب کے قبائل بھی
ان کی امداد کے لئے جمع تھے خالدؓ کی آمد آمد سن کر سب کے جھک چھوٹ گئے۔
بقول سر ولیم میور کے خالدؓ کی پر شوکت بہادری نے صورت حال کو تبدیل کر دیا
بھٹکانام ہی فوج کا برج تھا۔ (دی خلافت صفحہ ۶۱)
اکید جبکی دل میں خالدؓ کی شجاعت کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ کیونکہ سابق میں آپ کے
ہاتھوں وہ قید ہو کر مدینہ گیا تھا بس گھبرا گیا اور راہ میں وہ گرفتار ہو گیا جو وحشی
اور اس کے عوان کے ساتھ سخت لڑائی ہوئی مگر وہ سب نہایت پاکر فرار ہو گئے۔
جبالا۔ بصرہ۔ کو بہاگ گیا۔ کہتے ہیں کہ جہان قہرمان خالدؓ نے دختر جودی سے
نکاح کیا۔ میدان جنگ بھی اس تلوار کے دھنی کے حق میں عروسی خلوت خانہ تھا
لیکن حیرہ کے افواہوں نے اس کو کچھت بیٹھے نہ دیا۔ ہر چند کہ قبائل عرب نے خالدؓ
کو غیر حاضر پا کر شرارتیں شروع کی تھیں مگر اس اثنا میں خالدؓ کا واپس آنا تھا کہ
سب کے ہوش اڑ گئے۔ اب انکو تین پانچ کرینکا موقع نہ رہا۔ شکست کا یقین

ہو گیا۔ مگر باہرین ہمہ پہ پہ دل فوجوں کے دل کے دل قلعوں کی پناہ لیکر بیٹھ کر
آخر خال بننے ان سب کو فاش شکستیں دین جن میں خصوصاً حاکم اور فرائض کی
جنگیں مشہور ہیں۔ جنگی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

ہر چند کہ بظاہر بے اطمینانی تو مستی مگر میدان دشمنوں سے خالی نظر آیا۔ حج کا موسم
تھا اس لئے جوش دین داری نے خالد کو دادا سے فریضہ حج پر آمادہ کیا یہ ہجری
آدمی تو تھی ہی۔ نہ کوئی بدرقہ ساتھ لیا نہ کوئی فوج۔ بس تنہا اونٹ کمرے
ہوئے اور سید مکہ منظم ہو پہنچے اور گم نام معمولی آدمی کی طرح حج کر کے واپس
تشریف لے آئے۔ اسکی خبر جو کسی طرح سیدنا امیر المومنین عمر کو پہنچی تو آپ نے
کمال محبت سے اس بے احتیاطی پر ملامت اور سرزنش فرمائی۔ اور بات بھی
واقعی تھی کہ ایسا نامی جنرل جسکی حرکات اور جنبشوں پر دشمن ناک لگائے
بیٹھے ہوں ایسی جرات اور بے احتیاطی کو کام فرمانا کوئی دلگی نہ تھی۔ اور عیب
بینوں کو آپ پر طعن کر کے لئے یہ بھی ایک بہانہ مل گیا۔ استغفر اللہ العظیم۔
اور بعض کوتاہ بین آپکی داد و پیش پر جو عرب کے عالی خاندان سرداروں کی
اور امراے جلیل القدر کی فطرت ہے۔ اور آپ کے کالج کرنے پر طعن کرتے ہیں
مگر یہ نہیں سوچتے کہ کیا جہان قہرمان خالد کے سوا کوئی اور اس جمع قوم اسپاہ
تھا کہ جس نے میدان جنگ کو جگہ عروسی بنایا ہو۔ ایسے مواقع پر جہان ہر
جسم جان وقف شہادت ہو۔ جینے کے لالے پڑے ہوں۔ دشمنوں کے مقابلہ
میں بہ کمال تمنا سے شہادت ہمیشہ سرکھ رہے اور پھر ایسی حالت میں اسکو
اپنی شادی بھی سوچے یہ تو ایسے بہادر تلوار کے دمنی کا وصف خاص ہے
جسکو ایسے مورق پر بھی اطمینان قلب بدرجہ کمال حاصل تھا۔ جو شہادت کی۔
خوشی اور شادی کی مسرت کو مساوی رتبہ تصور فرماتا تھا۔ یہ تو قابل تعریف اور

تعجب خیز بات ہے کہ کارے دار دنہ کہ اولٹے اوسے طعن کریں۔ حالانکہ آپ وقت شعر کے مصداق تھے ۷ حدیث کہ بلا در گوش دارم ۸ سر میدان کفن بہ دوش دارم حضرت صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی ہدایتیں اور مصالح پر مبنی عقین جسکو آج ہم اسو برس کے بعد لوگ کیا سمجھیں۔ بہر حال صحابہ کرامؓ کے نسبت ادب ملحوظ رہنا چاہئے۔ ورنہ ایمان کا خدا ہی حافظ ہے۔ ۷

ایک روز کوئی سہت رگ امیر کسی فقیر کی ملاقات کو گیا تھا۔ فقیر نے اپنی غذا اسکو مین سے بچا بچا یا تلچھٹا اوس امیر کو بھی دیا۔ اوس کے کھالینے سے اوس امیر کی تمام شب بیداری اور محبوبہ کی ہم کناری مین گزری امیر اوس فقیر سے بدظن ہوا۔ کہ صرف تلچھٹ مین میری یہہ حالت ہوئی تو فقیر کے کیل و نہار کا کیا عالم ہوگا۔ دوسرے دن جب پھر فقیر سے ملاقات ہوئی تو کشف باطن سے اونھوں کے اوسکے دلی خدشہ کو جان لیا اور اوس وز پورا قدح تواضع کیا۔ مگر کچھ معنوی طور پر اظہار غم بھی کیا۔ اور فقیر نے اوس امیر سے کہا کہ بابا جو کچھ عیش و عشرت کرنا ہو آج ہی کر لے کہ بس صرف آج ہی کی شب تیری زندگی مین باقی ہے۔ فترا سے عموماً اعتقاد تو ہوتا ہی ہے۔ امیر جو گھر آیا تو نہایت متفکر اور غمزدہ رہا۔ عیشی و عیاش کے خیالات گاؤ خورد ہو گئے۔ جب اللہ اللہ کر کے رات کا نٹون پر کئی۔ اور پھر صبح کو شاہ صاحب کی خدمت مین بھلے چنگے قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے تو فقیر نے دور ہی سے پوچھا۔ کیوں بابا کہہو رات کیسی گزری ہے بھلا یہ کیا کہتی ادب سے سر جھکا لیا۔ پر شاہ صاحب نے کہا۔ دیکھو ایک ذرا سی بات جو ایسی یقینی اور لازم حال ہے کہ جسکے اثبات کے لئے کوئی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

۷ اس موقع پر میرے ایک دست مولوی احسن علیخان صاحب کی بیان کی ہوئی ایک نقل یاد آئی جو نہایت بر محل ہو بیسے ہدیہ ناظرین ہے۔

میں نے ٹکویا دولا دی تو تمام شب بیت و تقاریر میں کئی بجلا آہٹوں پہر جسکا ٹکھون
میں موت پھرتی رہے۔ دنیا کے مزے اوسکے حق میں کیونکر نہ سچ ہوں گے
امیر پر اس تقریر کا اثر ہوا اور اپنے حلقہ کی معافی چاہی۔ شاہ صاحب نے کہا
کہ بابا آئندہ سے فقروں سے بدگمان نہ ہونا۔ اور فرصت کو غنیمت جان کر کچھ
وہان کے آرام کی فکر کر لو۔ سچ زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نامہ۔ لہذا حافظ
پس حضرت خالدؓ پر طعن کرنے والے ارباب رائے ذرا غور سے اس واقعہ کو ملاحظہ
فرمائیں۔ اور یقین جان لیں کہ خالدؓ کا سابقین اور توکل اور عباد و دل سب کو
نصیب نہیں ہو سکتا۔ بہہ ایک خاص نعمت ہے جسکو خدا نصیب کرے۔

شام

ابن احماد و عراق اور سواد کو چھوڑ کر شام کے طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ سب سے
پہلی فوج خالدؓ بن سعید کی ماتحت بھیجی گئی اس فوج میں کم سے کم ایک ہزار
صحابی رسولؐ کریمؐ شریک تھے جنہیں خاص تین نتواہل بدر تھے۔ افواج شام کی
شکستوں کی بے دریغ خبروں سے ہر قل کے ہوش اوڑ گئے تھے لیکن اس نے
حمص میں اگر ایک بہت بڑی فوج کے چار حصے عرب کے حلوں کو روکنے کو
لئے روانہ کئے۔ سب سے بڑا حصہ نوے ہزار سپاہیوں کا اپنے بھائی تہموذہ
کی ماتحتی میں روانہ کیا مسلمان بھی اپنی متفرق طاقتوں کو ایک جا جمع کرنے لگے
اور دریائے یرموک کے کناروں پر اپنا پڑاؤ ڈالا اہل شام بھی دامن کوہ میں
جا پڑے۔ غرض باہم لڑائی شروع ہو گئی اور اسی حالت میں دو مہینے گزر گئے
مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ حضرت ابو بکرؓ خلیفہ رسولؐ مدظلہ تہذیب کی حالت میں تھے۔
آخر کار حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے یہ قرار پایا کہ خالدؓ بن ولید کے فتح مند بازو
سے کام لیا جائے اور ان کے خدمات فی الحال عراق سے شام کو تبدیل

تین ہزار آدمی شہید ہوئے اور بے شمار لوگ زخمی ہوئے۔ ابوسفیان کی آنکھ میں
 تیر لگا اور زخم سخت زخمی ہوئے۔ اہل شام فرار کی بجائے قیمت سدا لوگ
 کے واسطے چھوڑ گئے جن میں تیس ہزار ریشمی سراپردے تھے۔ ہر ایک ساری کا
 حصہ پندرہ سو دینار سے کم نہ تھا اس فتح کا یہ اثر ہوا۔ بقول سر ولیم میور کے
 دربار شام اور اہل شام خوف سے متوحش اور بے قرار ہو گئے۔ شام کی قسمت
 کے فیصلہ پر گویا مہر لگ گئی تھی۔ اب بغیر ایک ضعیف مخالفت کے ان میں کوئی دم بانی
 نہیں رہا۔ ان کے زوق و کام بالکل خاتمہ ہو گیا اس فتح کی تاریخ ماہ رجب سال ۶۳۶ء روز شنبہ مطابق
 شروع ستمبر ۶۳۶ء تھی۔

حضرت ابو بکر خلیفہ رسول اللہ کی وفات۔ اور حضرت

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت

خالد کو میدان جنگ میں مدینہ کے قاصد نے جو خط لا دیا اور آپ نے پڑھ کر اس کو
 اپنی ترکش میں ڈال دیا تھا اس پر حضرت عمرؓ کی مہربانی کیونکہ ابو بکرؓ کی وفات کی
 اولین خبر تھی۔ مگر خالد نے ایسے نازک وقت میں دورانہ تیشی سے کام لیا۔ بلکہ
 اپنے اپنی عالی ظرفی کا ثبوت دیا۔ یعنی باوصف اس کے کہ آپ کسی مصلحت پر
 نہ صرف ایک جامع امانت سے علیحدہ کئے گئے تھے مگر آپ کی فوجی حیثیت اور جوش اسلام
 اور دینی اشاعت کے دشمنوں میں کوئی فرق نہ آیا آپ ویسی ہی جان بننا
 رہے۔ کہ جیسے اس سے پہلے تھے۔ حضرت عمرؓ کا سب سے پہلا کام ایک سی
 فوج تیار کر لیا تھا۔ لیکن بقول سر ولیم میور کے ایرانیوں کا کچھ ایسا رعب
 لوگوں پر جم گیا تھا۔ کہ کوئی شخص یہ طیب خاطر فوج میں داخل ہونے پر آمادہ
 نظر نہ آیا۔ اس سے ظاہر تھا کہ خالدؓ کے باقبال اور فتح مند سا یہ کیچے لشکر عراق

سے اوجھ جائیسے لوگوں کے دل نہیں جتے تھے۔ کیونکہ آپ بن تنہا ہزاروں کے مقابل
تھے اور اپکا وجود ہی فتح و کامیابی کی کامل نمائندگی تھی۔ غالباً اسی لیے دلی کے سید
لوگ ستور نہیں کر سکتے تھے جس کی غلطی سے یہ تعبیر کجانی ہے کہ خالد کو عہدہ امارت سے
مہزول کر دیجی کی وجہ سے لوگ دل شکستہ ہو گئے تھے (مبصری) اور لوگ تیار بھی ہوتے
تھے تو شام کی فوج میں شامل ہونے کے لئے۔ اس لیے کہ وہاں خالد موجود تھے
غرض شام میں ہم اسلام کے محمد لشکر گویر موک کے کنارہ دن پر غنیمت بے شمار کی
تقسیم کرنے میں مصروف ہو کر آئے ہیں۔ اور آپ اس کا بیان کیا ضرور ہے۔ کہ
کہ سیدنا امیر المومنین عمر کا پہلا کام افواج شام کے لئے ایک معتدل سپہ سالار مقرر کرنا
تھا۔ چنانچہ آپ نے اس خط میں جو عین جنگ میں خالد کو پہنچا تھا اسی نظام جدید
کے احکام صادر فرمائے تھے کہ امین الامہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح امیر اعظم لشکر اور
خزانہ وغیرہ ہوں اور خالد بن ولید ستور فوج کے جنرل ہوں مگر حضرت امین الامہ
کے تحت حکم کریں مگر جو ام کا بہ خیال کہ امیر المومنین عمر کے خالد کو نیکو شام کی
امارت سے ایک نکتہ موقوف کر دیا۔ بالکل غلط ہے۔ اس کے علاوہ بعض اور
واقعات کو بھی غیر محقق بازاری گپ شہ و الحوائی نے کہنا ایسے لوگوں پر چ لگا کر
بیان کیا ہے کہ اس سے امیر المومنین عمر اور خالد بن ولید خواہ کی ایک اتنی خوش
کامیابیت ملتا ہے۔ یہ ہمارے شیعہ مورخین کے دعوے میں جسکو صاف دل سید
سادھے سنی لوگ سمجھتے نہیں اور کہنا چاہئے کہ اگر صحابہ میں سچ تھا تو اللہ تھا اور
محبت تھی تو اللہ تھی ان قدسی صفات پاک نفوس میں ہماری طرح تو تو میں ہیں
نہیں ہوتی تھی۔ اگر مسلمان پیغمبر خدا کی فطرت کی غلامی اور میر آپ کے اثر نسبت
اور فیض صحبت کی حقیقت سے واقف ہوں تو ہرگز صحابہ رسول کی نسبت ایسے غلط
خیالی قایم نہ کریں گے۔ بڑا ظاہر ہے کہ رسول اللہ کے صحابہ کی نسبت بدظنی رکھنا

گو یا دوسرے لغتوں میں یہ کہنا ہے کہ آپ کے صحابہ آپ کی فیض صحبت سے کچھ بھی
 متاثر نہ ہوئے۔ یا تو مجھے تھے ویسی ہی رہے یا اوس سے بدتر ہو گئے۔ مسلمانوں
 ذرا مخالفین کا بھی خیال رکھو کہ صحابہ کی برائیوں کے ثبوت میں کہیں رسول اللہ پر
 مخالفین منہ نہ آئیں۔ یہ ہماری جہالت اور بد بختی کا سبب ہے۔ ورنہ وہاں
 فطرۃ رسول اللہ اور آپ کے اثر صحبت کی حقیقت جاننے والے ہرگز صحابہ سے بدظن
 ہو نہیں سکتے اس کے کیا معنی کہ لام اور کرشن کے فیض صحبت سے تو جانور تک
 انسان بن جائیں۔ کروانک یا بدوا تاکہ فیض صحبت و تعلیم سے آدمی ملک بن جائے
 مگر جلیل القدر پیغمبر عرب خاتم المرسلین بحمدہ اللعالمین کی بیکار تہ۔ ع۔ بعد از حد
 بزرگ ہیں دارین بین وہی! اس کے جلیل القدر صحابہ آپ کے برسوں کی رفاقت تعلیم
 و تربیت اور اثر صحبت سے کچھ متاثر نہ ہوئے۔ بلکہ آپ کے بعد قبول ہمارے شعی کلمہ گو
 بہائیوں کے کوئی تو مرتد ہو گیا اور کوئی کافر!۔ اسے موازائدہ معاذ اللہ مسلمانوں نے
 رسول خدا کی کید عزت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے جنکو جنت کی بشارت سے سرفراز فرمایا تھا
 اوںکو بھی جہنم یا اور عذراہ بشر کی بشارتوں کو اپنے ذالی جھوٹے مسافرانہ وعدوں
 کے مانند سمجھا۔ اعدو باللہ من الشیطان الرحیم۔ آفرین ہے مسلمانوں کے ایمان پر
 ایک منہ واریہ فاضل نے اسی طرح کی تقریر سے مجھکو مذکور کیا اور کہا کہ مسلمان
 کے قول سے تمہاری نبی کے اقوال و افعال قابلِ اعتراض نہ تھے میں نبی ہو کر
 نقیہ کرنا اور لوگوں کو حقیقت کی بشارتیں سنانا کچھ عام نہ آیا کیونکہ بعض مشہور کتابوں
 میں ہم نے دیکھا ہے کہ سوائے علیؑ کے سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔ پس اگر تمہارے پیغمبر
 کے رسول ہوئے تو ایسے بے اثر نہ ہوتے۔ میں نے ان کے جواب میں کہا کہ
 سخت افسوس کی بات ہے کہ آپ مسافر کے لئے تو تیار ہوئے مگر آپ تک مسلمانوں
 مذہب متعدد سے آپ کو خبری نہیں۔ اوس نے تعجب سے کہا کہ ایک سلام اور آپ

استعد و مذاہب !!! میں نے کہا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ سب مذاہب کو یہی حال ہے
کچھ یہہ اسلام پر موقوف نہیں۔ عرض ایک سٹول تقریر کے بعد وہ میں نے کہا کہ جو مذہب
صحابہ رسول ملے گا وہی مذہب اہل سنت کا ہی اور وہی مذہب حق ہے۔ اور یہ دوسرے
مثال و مثل شاخیں جو بعد نکل ہیں یہ سب فی النار ہیں۔ اور ہمارے پیغمبر رحمت
کے نسبت جو کچھ کہ آپ نے دیکھا ہے وہ کسی گمراہ مثال مذہب کی کتاب ہوگی۔ رسول
خدا کی تعلیم و تربیت اور فیض صحبت کا تو کیا کہنا ہے۔ ہم صرف اُس شخص کو جس نے کتاب
ایمان رسول اللہ کو دیکھا ہو صحابی کہتے ہیں اور ہم اہل حق کے پاس صحابی کا وہ
مرتبہ ہے نہ اس کو کوئی قلمبہ ہو چکا ہے نہ ولی نہ غوث ناظرین معارف فرمایں کہ
نبی و رسول کی حقیقت اور پھر ان کے حواریں و صحابہ پر ادان کا اثر وغیرہ کے باب میں
ایک جدا لکنا نہ رسالہ پیش کروں گا۔ مجھ کو اس وقت خالد کے حالات کہنے میں اقصیٰ
یہ خیال کرنا کہ امیر المومنین عمر کو خالد سے کوئی بخشش ذاتی تھی اس لئے آپ نے
اون کو نیک و خلیفہ ہونے کے معزول کیا و اوقہ کے خلاف ہے۔ ایسے کمینہ بن کے
خیالات خلیفہ رسول اللہ کے ہونہیں سکتے۔ محقق مورخین نے وہی لکھا ہے
کہ جو میں نے درج نہ کیا ہے۔ تمام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ یرموک کی
لڑائی میں خالد نے ایک ایک ن فوج کے لئے جدا جدا افسر مقرر کئے اور ہر
باری باری سے اعلیٰ حاکم صاحب اختیار بنارہا۔ جنہیں خود بھی خالد نے پہلے
یہ سالار ہوئے تھے۔ اور حضرت امیر المومنین عمر کے حکم کے بعد بھی خالد ہی فوج
کے یہ سالار ہوئے رہے۔ وہ غالباً عراق کی یہ سالار ہی کی معزولی تھی تاکہ
شام کی۔ حضرت امیر المومنین عمر شکسان نظام سے اپنی انتہا درجہ کی دور
اندیشی۔ خدا ترسی۔ حسن تدبیر۔ ملک داری کی قابلیت۔ انصاف پسندی
اور خلق امت کی ہمدردی کا مادہ جو خدا سے آپ کو عطا فرمایا تھا۔ ظاہر ہوتا ہے

خالد نے نظیر ہباد اور جگ جو جبری تو تھے ہی مگر بے پروا۔ سخی اور بے احتیاط
 بھی تھے گو بہم حد درجہ توکل کے سبب سے ہو۔ مگر امیر المومنین عمرؓ ایسا ایک
 متین۔ ثقہ۔ بردبار۔ اور باخلاقی کا اوٹھا نیوالا۔ اور مخلوق کے برے
 بھلے کا پیش خدا و مہدار حاکم با اختیار کیونکر جایز رکھے کہ خالدؓ اس قدر مطلق
 العنان۔ آزاد اور بے پروائی میں بسر کرے پس نہایت تدبیر سے کام
 لیا گیا کہ آپ کو امین الامتہ کی نگرانی میں رہنے کیلئے امر کیا گیا۔ اور یہ وہ
 جلیل القدر صحابی تھے کہ خود خالدؓ اور مکا حد درجہ ادب و عزت کرتے تھے۔ غرض
 صرف عبیدہ ہی اس رتبہ کے شخص تھے کہ خالدؓ نے یہہہ خوشی انکی اطاعت قبول کی
 اور کسی قسم کا مال دل پر نہ لایا۔ واد شجاعت اور تابعداری میں نہایت جوش
 اور سرگرمی رہی۔ بہہ اسلام کا دراصل ایک کوشش تھا۔ اور اگر سچ ہو چھوٹو خالدؓ
 کی اس سختی میں سوائے انکی ایسے پروائیوں کی روک کے خالدؓ کے رہنے میں
 کوئی فرق نہ آیا۔ کیونکہ طبری اختراعات سے اب بھی وہی شام کے رہا لار تھے۔
 الحاصل۔ سر و تیم میور کا بیان ہے کہ ابی عبیدہؓ بن الجراح نے خالدؓ کی دلہی
 اور سہیلی کے نظر کرتے یہہہ فرمایا کہ یہابی خالدؓ اس امر کا ہرگز ہرگز خیال نہ کرنا۔
 کہ آپ نے باتباع حکم امیر المومنین امارت کو میرے سپرد کر دیا حالانکہ میں وہ ہوں
 کہ حسب سابق آئندہ بھی ہر امر میں آپ رہی سے مشورت لوں گا اور آپ کے ہدایات
 پر پوری فرمان برداری کے ساتھ عمل کروں گا۔ خالدؓ نے کہا یہہہ آپ کیا فرما
 رہے ہیں کہ آپ جلیل القدر صحابی رسول کریمؐ اور مہربان امین الامتہ ہیں
 میں تو سابق میں بھی آپ ہی کو اپنا اقتدر سمجھتا تھا اور ہر امر میں بغیر مشورت
 آپ کے کسی کام میں تقدیم نہ کرتا تھا مگر اب زیادہ تر حضرت امیر المومنین کی اطاعت
 اور آپ کا اتباع کرنے کے لئے موجود ہوں۔ غرض اس گفت و شنود کے بعد

خالد شہ نے اپنی عمدہ ترین جنگی لیاقتوں کو اشاعت اسلام اور قومی خدمتوں میں صرف کیا۔ اور پھر بھی درحقیقت سپہ سالار شام گویا وہی تھے اور امین الامۃ کا وہی سلوک آپ کے ساتھ رہا جو سابق میں تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے یرموک کے میدان سے فارغ ہو کر شمالی ممالک کے جانب رخ کیا۔ اس اثنا میں خبر لگی کہ یونانیوں کی شکست خوردہ اور پرانگندہ فوج کی کچھ سپاہی فلسطین میں جمع ہوئیں۔ وہ ایک مستقل لشکر بن گیا ہے۔ لہذا اسکی اطلاع امیر المومنین کے خدمت میں کی گئی اور آپ ہی اس کے فرمان کے مطابق ایک مضبوط دستہ اسلامی فوج کا اوسکورہ کے رکھنے کے لئے روانہ کر کے کا مل لشکر اسلام دمشق کو بڑھ گیا۔ دمشق دنیا میں سب سے پرانا اور با عظمت شہر تھا۔ قبضہ کرنے مسلمانوں کے پہونچنے سے پہلے ایک بڑی فوج بھیجا اور اسکو مضبوط اور مستحکم کر دیا تھا۔ اور خود جنگی انتظام کرنے کے لئے حصہ میں بھیج دیا۔ مسلمان بھی ان منفرق افواج کے روکنے سے غافل نہ رہے۔ دمشق کو پہونچ کر یونانیوں کی کثیر فوج کو ایسی شکست فاش دی کہ مجبور ہو کر آخر قلعہ بند ہو گئی اور مسلمان محاصرہ کئے ہوئے پڑے رہے۔ اس کے مغربی جانب امین الامۃ تھے اور مشرقی سمت پر جہان قہرمان خالد شہ۔ اور صبح و شام جھوٹی جھوٹی لڑائی بھی ہوتی رہی۔

اہل دمشق قلعہ میں اس انتظار میں بیٹھے رہے کہ موسم سرما کی ناقابل برداشت سردی کی تاب نہ لا کر مسلمان چل کھڑے ہوں گے مگر مسلمانوں نے اس قدر قیامت اسیا خیر مقدم کیا کہ موسمی جاذبہ کی گرمیوں پر بھی پالا پڑ گیا اور نہایت سردی مہری کے ساتھ ٹھنڈی سائین بھرتے ہوئے جارہے پیچھے قدم ہٹ گئے پھر نوکیلا پوچھنا تھا کہ موسم گرما نے نوجوان عیون کی رگوں میں تازہ جوش

خون پیدا کیا اور وہ مکرر بڑی ہی سرگرمی اور حرارت اسلامی اور شدت سے محاصرے میں مشغول ہوئے۔ اب دمشق کی امیدوں کی سیرتیں مایوسی کی ہوا میں اوڑنے لگیں۔ خالد کی بن آئی۔ آپ نے امین الامۃ کو اطلاع کر کے ایک بار کی ہلہ کر دیا پھر خندق کو تیر کر اور کندھال ڈال لکڑیہا واران سلام کو شہر میں داخل کر دیا۔ دروازے کھلنے اور صدائے تکبیر اٹل سلام کے بلند ہونے کی دیرمندی کو فتح نے آگے بڑھ کر صاف ہو گیا اور مبارکبادی اور یہ شہر عین موسم گرما سئلہ میں فتح ہو گیا۔ اس مہرکہ میں خالد کی تلوار کبھی نہ کٹی اگر امین الامۃ ایسے رحم دل سردار سے شہر کے لوگ صلح اور معاہدہ کر کے امان پناہ چکے ہوتے امین الامۃ ابو عبیدہ کا قصد تھا کہ دمشق سے سید حمص کو جا کر خود ہرقل پر حملہ کریں۔ مگر امیر المومنین عمرؓ نے منع فرمایا کہ جب تک یونانیوں کی فوج عقب میں رہے آگے نہ بڑھیں۔ اسکے پیڑ میں ابی سفیان کو دمشق کا حاکم مقرر کر کے فلسطین کے طرف بٹے اور برہمک کو دوبارہ عبور کر کے فحل میں جا بٹے یہاں پر مسلمانوں کو یونانیوں کی اسٹی ہزار فوج سے مقابلہ ہو گیا آخر یونانیوں کو شکست ہوئی اور انکے فوج کا مارا گیا۔ سیف اللہ خالد اور ضرار کی جانب ہوں اور شجاع تون نے ان مواقع پر عجیب عجیب کرشمے دکھلائے۔ اس فتح کے بعد مسلمانوں کا لشکر حمص کو جانیکہ قصد سے دمشق کو لوٹ آیا۔ یہاں ذوالکلا حمیری اپنے فوج کو لئے ہوئے دمشق کی حفاظت کرنے کے لئے شمالی جانب میں پڑے ہوئے تھے یہاں پھر مع فوج حمص کو جانیا والے لشکر میں شامل ہو گئے۔ دمشق پر ایک اور دفعہ قسمت آزمائی کر نیکی لئے یونانیوں نے دو فوجیں لیکر جن میں سے ایک فوج کا سردار ہرقل کا بھائی تعمیر تھا مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ لیکن یہ انکی صرف حرکت مذبوحی تھی۔ جبکا شہر انکو بہہ ملا کہ یزید اور

سیف اللہ خالدؓ کے لشکر نے یونانیوں کے لشکر کو گھیر کر پاش پاش کر ڈالا اور دوسری فوج کو امین لامتہ ابو عبیدہؓ نے ایسا بھگا یا کہ بھروہ اس لشکر کے کسی حصہ میں جمع ہونیکے لائق ہی نہ رہے۔

اب مسلمانوں کا لشکر حمص کی راہ میں بعلبک کے قلعے کو پہنچ کر تا ہوا بغیر کسی مزاحمت کے حمص میں داخل ہو گیا۔ لیکن ہر قلعہ اس وقت یہاں نہ تھا۔ انطاکیہ کو چلا گیا حمص کا محاصرہ بھی لشکر اسلام نے بہت طویل عرصہ تک کیا۔ تمام موسم سرما میں بھی مسلمان کوڑے بھرتے رہے سردی نے انکا کوئی نقصان نہ کیا مگر اودیوں کے اوس بڑے ہوئے دل گریہوں کے آنے پر بھی ٹھنڈے اور تپہ مردہ ہی رہے آخر کار بار بار نکر صلح کی درخواست کی سیف اللہ خالد بن ولید ہر چند کہ صلح پر راضی نہ ہوئے مگر رحم دل میں لامتہ ابو عبیدہؓ نے معمولی شرائط صلح کو منظور فرمایا۔

عبادہ کو حمص میں متعین کر کے مسلمانوں کا لشکر شمال کو بڑھتا اور متعدد چھوٹے بڑے شہر فتح کرتا گیا خالدؓ نے بڑے بڑے قسیرین کی فوج کو ایک شکست فاش دی۔ حلب اور قیساریہ بھی فتح ہو گئے۔ اور ابو عبیدہؓ نے انطاکیہ کی طرف رخ کیا جو شمالی شام میں ایک عالیشان شہر اور دنیا کے بڑے دار الحکومتوں میں کچھ کم مشہور نہ تھا۔ یونان کی شکستہ فوجیں وہاں جمع ہو گئی تھیں اور یہ جیسا کہ ضروری تھا ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی یونانیوں کا آخری چارہ صلح کر لینے اور مسلمانوں کی قوت کے سایہ میں پناہ لینے کا تھا ہر قلعہ انطاکیہ چھوڑ کر یکے بعد دیگرے وہ جس شہر میں گیا آخر اسکو وہ بھی چھوڑ دینا پڑا۔ کیونکہ خالدؓ اس کی رضا کی طرح اس کے پیچھے بڑے ہوئے تھے اور فتوحات سیر کوئی بڑھاتے چلے جاتے تھے۔ ہر قلعہ آخر کار شام سے مایوس ہو گیا۔ اور حسینی

نگاہوں سے اسکو دیکھتا ہوا اور ملک کو خیر باد کہتا ہوا اس نے مین قسطنطنیہ
میں جا مقیم ہوا۔

شام کا ملک دریائے فرات سے ساحل سمندر تک فتح ہو گیا تھا اور تمام
رعایا مسلمان کی باج گزار اور بنیاد خواہ ہو گئی تھی۔ اسی اثنا زمین عمر بن العاص
اور شہر جل بن حسنہ نے فلسطین کے بہت سے شہر فتح کر لئے تھے اور ویسی
ہی کامیابی سے اس مغربی صوبہ کو زیر کرنے جا رہے تھے۔ بطریق ارمقفل
نے جو فلسطین کا حاکم تھا اپنی مضبوط فوج کے دو حصے کئے ایک یورشلیم
کی حفاظت کے واسطے چھوڑا اور دوسرا حصہ جو کچاس ہزار سے کم نہ تھا ساتھ لیکر
مسلمانوں سے دور آزمائی کر نیکے واسطے اجنادین پر آپڑا۔ اجنادین کی جنگ
جو یروشلم کی طرح نہایت سخت لڑائی تھی ویسی ہی فلسطین کی قسمت کا بھی فیصلہ
کرنے والی تھی۔ ارمقفل شکست کھا کر اور اپنی قسمت کا فیصلہ کر کے یورشلیم کو
بھاگ گیا اور عمر بن العاص بھی ایلیا کے تمام شہر فتح کرتے ہوئے یورشلیم
پر پہنچ گئے ارمقفل کو اجنادین پر شکست کھا کر پیدل ہی ہمت ہار چکا اور
مارے دہشت کے ٹوک دم مصر کو بھاگ گیا تھا۔ یورشلیم یعنی بیت المقدس
کے مقدس بطریق نے لڑائی کی تاب نہ لا کر صلح کی اور شہر کو مسلمانوں کو
حوالہ کر دینے کی خواہش کی مگر اس شرط پر کہ خود امیر المومنین خلیفہ دنیا
اسلام سیدنا عمر شریطہ صلح مقرر کر دیکے واسطے بنفس نفیس وہاں پہنچ لیں
لاہین حضرت عمر اس کی اطلاع پاتے ہی تیار ہو گئے۔ اگرچہ بعض اصحاب
یکمال محبت آپ کے جانے پر راضی نہ ہوئے مگر آپ نے کسی کی نہ سنی اور
تنہا یورشلیم کو روانہ ہو گئے اور سید جابین جا پہنچے۔ یہ سب
پہلا موقع تھا کہ خلیفہ اسلام نے حدود عرب کے باہر قدم رکھا۔ بڑے بڑے

فاضل اور غیر متعصب مورخین آکے اس تن تنہا سفر کرنے پر سخت تعجب ظاہر کرتے ہیں کہ اسلام کے روئے زمین کا خلیفہ اور اس سفر والا ابو عبیدہ نے مع نیتزا اور خالد کے آپکا استقبال کیا۔ اور بطریق یوروشلیم کی جانب سے ایک سفارت شرائط صلح مقرر کر نیکی واسطے آئی صلح نامہ مرتب اور دستخط ہونے کے بعد اسکو بطریق کے پاس لیکے اور سنے بھی منظور کر لیا اور یوروشلیم اور رباطات وغیرہ کے دروازے کھول دئے گئے بعد تصفیہ امور ضروری دینی مراتب کے امیر المؤمنین عمرؓ اور سیوفیت المقدس سے حاضرین مدینہ منورہ کو واپس چلے گئے اور اس درود مسعود پر اہل مدینہ کو نہایت مسرت ہوئی مگر آپکا دفعتاً چلے جانا اور اچانک واپس آجانا ایک ایسا حیرت انگیز بات ہے کہ سوائے مسلمانوں کے دوسروں کو یہ مشکل اعتبار آتا ہوگا اسی ناظرین چونکہ میں صحیح واقعات کو قلمبند کر رہا ہوں پس عورت تک بندیوں پر چارہ فرض مادی اسکے واقعات کی صداقت میں جو لطف آتا ہے اسکو وہی لوگ جو جانتے ہیں جو صداقت پسند ہیں۔ لکھا ہے کہ خالدؓ کی بے نظیر شجاعت کی وہ دہاک ندھ گئی تھی کہ بڑے بڑے بہادر تلو او کے دشمنی جب آپکا نام سنے تھے تھی تو ان سے ایک بے برقی اثر ہوتا تھا اور مقابلہ کے لئے ایک بہلوان دوسرے پر مثال دینا تھا یہی حال فرار کی شہرت کا بھی تھا۔ خالدؓ کی آمد کی خبر سنکر کفار کی عورتیں اور بال بچے رونے چلانا آغاز کرتے تھے علاوہ براین شہرت شجاعت نے کفار مخالفین اسلام کو آپ کی دیدار کا از حد مشتاق بنا دیا تھا۔

واقعہ۔ چنانچہ حلیقہ الامیاب مطبوعہ حیدرآباد صفحہ ۲۸۸ میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ۔ فصاحک بن حسان طامی جو آپ کے بہت مشابہ تھے جب بطور رس کے مقابلہ کے لئے نکلے تو رومیوں نے یہ سمجھ کر کہ آپ ہی

خالد بن ولیدؓ میں ایسا ہجوم واز و حاکم کیا کہ بطور س کے خیمہ کی سیاتوٹ
 گین اور ایک بلوہ عام ہو گیا۔ اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ مبارزین نے جب سنا
 کہ آپ خالدؓ میں تو ان کے ہاتھوں میں ریشہ بڑ گیا اور تلوار میں گر ٹریں۔
 ناظرین خدا کے لئے انصاف فرمائیں کہ کفار کی راستوں میں ہونا بظاہر اور
 پہلو آنا نامی ہنر مند اپنے فرین میں مشہور کرتے ہیں بلکہ شہر باز کشتی گیری
 اور سرکاری وظیفہ یاب سہم کہ جنگ کے وقت کام امین اور اپنے جو فرین
 دکھلا میں اور وہ سب سے بھی ایسے۔ کہ کوئی ان کا مقابل ہی نہ تھا۔ مگر عربوں
 کے لئے تلاش کے حرب کی تعلیم و درش کے لئے کوشاں رہے تھے اور
 انہوں نے کہا ان تعلیم پائی تھی۔ یہ بجا ہے تو مشہور قائم اللہ اور عینہ کے
 صایم النہار دے بلے پئے اور دنیا سے نفرت کرنے والے تھے۔ پیٹ بہرے

رونی گھانا تک ان کے بہان گناہ میں داخل اور تقویٰ خلاف تھا یہاں اللہ لوگ کے ہوا اور سنا۔
 نامی شہر پہلو ان کا مقابلہ کرنا اور ان کو ہونے تکلف مار لینا جیسے کے ایک بازو کا سکار کر لیتا ہے کہ
 حیرت انگیز بات ہے میں تو اس کو اسلام کا صرف اعجاز سمجھتا ہوں جو حضرت نبی کریمؐ کی مبارک صحبت کے
 برکات سے ایک آدمی آتا ہے میں کچھ عقیدہ نہیں کہتا بلکہ واقعات موجود ہیں جن کا جی یاد دیکھ لے
 حضرت خالدؓ کی جان باز شجاعت کا خلاصہ مکر عرض کرتا ہوں کہ قندمکر کا لطف حاصل ہو۔
 مگر میں اس میں بھٹائی شہر لڑائی کا حال عداوت پر دیا ہے کہ جس میں خالدؓ حکم خاں امیر المومنین
 جو تمام لشکر ذکری امیر العساکر مقرر ہوئے تھے یہ اس کے بھٹائی متبرک مقام جہان پڑے پڑے جلیل القدر صحابہ
 رسول مقبولؐ سودہؓ میں اور دیمانؓ بران حضرتؓ کی جانب ازبان ایسی نہیں میں کہ سرسری طور پر اس کا حال
 لکھ کر چور دیا جاوے مگر ہمارا قصہ کہ بھٹائی کے جنگوں کے حالات کے متضمن ہم ایک مستقل رسالہ علیہ
 تالیف کر کے پیش کریں حسین خالدؓ کی امارت اور واقعات شجاعت کا تفصیلی ذکر ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابن ہریرہ افغان۔ اسل میں من خود مجبور ہوں اسلے کہ جن کتب کہ میں ان واقعات کو خاصے خود ان میں تقدم و تاخر یا بالعکس کی ترتیب و ذکر اور غیرہ کا نقص نہ ہو و لہذا اسلے کہ میں معافی کی جاوے الحاصل بعد و حال حضرت رسول مقبول کے خلیفہ اول صدیق اکبرؓ نے خالد بن ولیدؓ کو مکرین کی تہنید و استیصال کے لئے مختلف مقامات پر روانہ فرمایا۔ کماثر اسلے بعد اپکو مشنی بن عمارت شیبانی کی مدد کے لئے عراق کو جانیکا حکم دیا اور بقول بعض مورخین کے آپ یہاں ہی سے امارت کا حکم حاصل کر کے

عراق عرب و عجم کے طرف متوجہ ہوئے۔ نائب کسریٰ بنی ابن صلدنل مغلوب ہوا اور صلح کی درخواست کی اس کے بعد حصر ہوئے یہاں کا حاکم نائب کسریٰ مسنی قبصہ بن اباس طائی تھا۔ بعد جنگ کے اس نے بھی صلح کر لی۔ اس کے بعد ایلہ فتح کیا۔ اس جنگ میں ہر پہلو نامی سے دست بدست مقابلہ ہوا۔ ہر مڑ کو آپ نے قتل کیا جسکا تاج ایک لاکھ دینار کا تھا پھر اس کے بعد فازن۔ مدار۔ ولجہ۔ لیس۔ انبار عین الثمر۔ و مہر الخندل حصید۔ مضج۔ فراض۔ ارکہ۔ ندمر۔ حوران۔ سخند۔ فریقین وغیرہ کو یکے بعد دیگرے فتح کیا۔ اس کے بعد آپ کا تقرر شام کی امارت پر ہوا۔ آپ عمر بن عاص سے بصرہ میں جا کر ملے اور جنگ شامی ہو کر فتح عظیم حاصل کی۔ یہاں سے دمشق گئے۔ بیت ہلبا کی فتح ہوئی۔ آپ نے نامی امراء پہلوانان فوج خالین کو مثلاً۔ عزرائیل دیوزاد کلوص۔ حمران صلیب پرستون کو قتل کیا۔ بہادر عرب صرار کو قید سے چھڑا لیا۔ بولص و بولطرس کو مار ڈالا۔ پھر قوم عرب کے عصمتان نقاب پوش حیا پرور و شجاعت فطرہ و غیرت جو سران ملایک منظر کو قید سے چھوڑا یا۔ اسلے بعد جنگ اجادین ہوئی۔ شاہی نامی مشہور پہلوان دردان کو قتل کیا۔ دوبار دمشق

کو اکھیرا۔ سعید بن ابان شہید ہوئے جو چند ہی یوم کے دو لہا تھے
انکی دولہن نے جب یہ خبر سنی جو ام ابان بنت ربیعہ تھیں۔
تو مادہ جنگ ہو گئیں۔ اس جرمی دولہن نے ایک ہی تیر میں سب دار لشکر
کفار کو لٹا کر انکے پوڑ ڈالی پھر ہر سوک پر بڑی سخت جنگ ہوئی اس بنا پر
مدینہ منورہ میں خلیفہ رسول اللہ حضرت صدیق اکبر کا انتقال ہو گیا اور حضرت
امیر المومنین سیدنا عمر اب خلیفہ مقرر ہوئے۔ تو خالد کو دربار خلافت سے
ابن لامہ حضرت ابوعبیدہ کے تحت حکومت کام کر نیکا حکم ملا۔ اسکے بعد خالد
حمص پہنچے اور معرات دیر سمعان۔ حلب و بلاد عوام کو فتح کیا۔ اور پھر آپ
حمص۔ رستن۔ حمت اور شیرزوالون نے صلح کر لی۔ قسیرین۔ بعلبک فتح کر کے
مدائن۔ پھر ہر سوک اور حمص پر فتح ہوئی۔ جنگ حمص کے بعد خالد مدینہ منورہ کو
واپس تشریف لے گئے اور اسی ارض مقدس میں آپکا وصال ہو گیا
اس قریب وجوار مبارک حضرت رسول مقبول سے سفرِ ازمی نصیب ہوئی
اتحاد حاصل یہ خلاصہ ہے حضرت خالد کے واقعات مسلسل کا۔ اب ہم بعض
عجیب و غریب واقعات کو بھی جو متعلق آپ کے ہیں بیان کیا جاتے ہیں
جو فی نفسہ فوق الفطرت ہیں۔

واقعہ اولین

جب خالد کو حضرت صدیق اکبر نے امیر مقرر کر کے براہ عین النہام کو جانیکا حکم دیا تو خالد
ایک خط اس امر کی اطلاع کا لکھ کر حامرین طفیل دوسی کو دیا اور کہا کہ تم اسکو امین اللہ
کو پہونچا دو یہ خط لکھ کر شام کی طرف چلے سکتے۔ وہ پہونچا سو سم راستہ
بنے اب تھا۔ اور انہیں تشنگی شدت سے تھی۔ انکو دوسرے ایک چرواہا

کہ کچھ پانی رہا تھا تشنگی تو تھی ہی آپ کے وہ دودھ پی رہا تھا کہ وہ دودھ کی تواضع آپ کو اس خیال

خیال سے اوسکی طرف چلے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شراب پی رہا ہے۔ اونہوں نے اسکو دھمکایا مگر اوسنے کہا کہ جناب عالی یہ شراب نہیں ہے پانی ہے چاہے اوتر کر سوئنگہ لیجئے یہ سن کر آپ اترے اور سوئنگہ کی غرض سے نہر چھکایا گیا کہ اوس ملعون نے آپکے سپر ایسی لالچی ماری کہ بڑی بوٹ لگی اور بیہوش ہو کر گر پڑے پس اوسنے سوچ پا کر آپکو رسی سے باندھ لیا اور کہا کہ قیافہ سے تم انصاف بظہر سے معلوم ہوتے ہو۔ جیتنگ میرا مالک یا دشاہ کے پاس سے نہ آجا وگناہت تک تمکو چھوڑ دینگا۔ اب خالد بن ولید کی فنی امداد کا حال سنو کہ جیب وہاں سے سہاو تک پہنچنے پانی کے بندوبست کا حکم دیا۔ رافع بن عمر و الطائی نے جو اوس سرزمین سے واقف تھے (۳) اونٹوں کو سات دین سا رکھ کر خوب پانی پلایا اور ہر منزل پر دتل اونٹ فوج کو کے پانی کھوڑ میں کو پلاتے اور گوشت خود کھاتے رہے۔ اس طرح تین منزلیں تو قطع ہوئیں لیکن دو منزلوں میں پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے لوگ قریب بہ ہلاکت پہنچے اسوقت رافع نے باوجود آستوب چشم پانی کو بہت تلاش کیا اور ایک مقام پر پہنچ کر مسلمانوں کو بتلایا کہ یہاں کھودیں پس کھودنا ہی تھا کہ پانی اوس مقام سے اوبلنے لگا۔ سب نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور رافع شکرے مسنون ہوئے اور کچھ پانی لیکر اون لوگوں کے کھس میں چلے جو مجبوری پہنچے رہ گئے تھے اونکو پانی پلا کر ساتھ لیا اور کچھ دیر آرام لیکر تیزی سے چلے۔ یہاں تک کہ مقام ارکہ ایک منزل رہ گیا اوسوقت ایک آبا د جگہ نظر آئی مسلمانوں نے جا کر دیکھا کہ ایک چرواہا شراب پی رہا ہے اور ایک عرب سکین بندھا پڑا ہے اوسکی اطلاع پاتے ہی حضرت خالد اس جگہ پہنچے اور پہنچا کہ قیدی عامر بن لیث بن منبکر اونکا حال دریافت کیا۔ اونہوں نے سارا قصہ کہہ سنایا اور کہا کہ آج بڑا

میں دن ہوئے جب یہ شخص شراب پیتا ہے تو بقیہ میرے منہ ڈال دیتا ہے یہ سنکر
 خالد بن ولید عفتہ سے تھرا گئے اور ایک غریب میں اس فیری گستاخ مرد و کامر
 اور ڈایا اونٹ بکری سب کے لئے اور ساری جگہ کھود ڈالی اور عاقر کو قید سے
 چھوڑا اگر ملک شام کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ اس کو امداد غیبی کہتے ہیں۔

واقعہ - دومین

جنگ اچنادین میں جب کفار کو سخت شکست ہوئی اور بڑے بڑے افسروں کو
 مارے گئے تو اس وقت دروان کے دل پر مسلمانوں کا بڑا رعب چھا گیا۔ پھر
 اوس شخص بہرنگان باقی ماندہ کو جمع کیا اور کمال مذمت و افسوس سے کہا۔
 کہ سنو اے صلیب کے پوجنے والو اہل عرب نے تم لوگوں کو ہت کت کر دیا اور
 تم کو شرم بہن آئی ہے۔ کہ تمہاری عورتوں اور ماؤں اور اولادوں کو بکھڑ لیا
 افسوس ہے کہ یہ وہ شے ہے جو تمہارے نزدیک کچھ شمار میں نہ تھے وہیں
 طرح کے بیوہ جات تمہارے شہروں کی کھا کر آج تمہارا یہ غالب ہیں کہ تمہاری
 آجود خاک میں ملا دی ہے۔ وغیرہ۔ دروان کے اس کلام کو سنکر رومی جدا چلا
 کر روٹنے لگے اور دروان سے کہا کہ جب تک ہمارے دم میں دم ہے ہم اتنا
 ور لڑیں گے اور تیروں اور نیزوں اور تلواروں سے اونکو مٹا دیں گے
 دروان بہہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور رؤسائے بطارقہ کو مشورے کیے
 بلایا ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے دروان تو تلامین ڈال گیا ہے تو
 ان لوگوں سے برابری نہیں کر سکا کیونکہ تو نے دیکھ لیا کہ ایک شا آدمی ان میں
 ہاتھ تمام شکر پر چل کر رہا ہے اور ان لوگوں نے دل سے بغض کر لیا ہے اپنے نبی
 کے قول کو کہ جو شخص مسلمان مارا جائے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اور جو
 ہم لوگوں میں مارا جائے گا وہ دوزخ کو جائے گا۔ ہمارے لوگ بہت مارے ہوئے

سیدنا داؤد علیہ السلام
میں سے ایک شخص

اور ان کے طرف کے مقررے۔ کوئی صورت تیرے واسطے بہتر کی نہیں۔ مگر
ایک تدبیر میں بتانا ہوں کہ تو کسی جلد و فریب سے اون کے سردار سے ملکر آؤ سکو
مار ڈال وہ یہ تدبیر ہے کہ دش جو ان دلیر اپنے لشکر سے لیکر اُس مقام پر گھاٹ
میں چھپا دے جہاں مسلمانوں کا سردار باطنیان تجھے گفتگو کرے اور مرتع پاکر
اپنے آدمیوں کو پکارا اور آؤ سکو قتل کر دے۔ وروان یہ کلام سنکر خوش ہوا
اور کہا میری بھی یہی رائے ہے پھر وروان نے ایک شخص داؤد نام جو جس
کا رہنے والا تھا آؤ سکو بلا کر کہا کہ تو بہت خوش تقریر ہے اہل عرب ان کے
پاس جا کر کہہ دے کہ آج باقی دن تک لڑائی ہے موقوف رکھیں اور صبح کو
وقت اون کا سردار ہمارے طرف آوے تاکہ میں بذات خود جا کر اوس سے
ملاقات کروں اور پھر صلح کر لوں۔ داؤد نے کہا کہ تو خلاف حکم بادشاہ کے کرتا ہے
میں بھی درمیان میں نہ کر مارا جاؤں گا۔ وروان نے کہا کہ تو واقف نہیں اس امر
میں ایک فریب کا میں نے عقد کیا ہے کہ مسلمانوں کے سردار کو مار ڈالوں۔ داؤد
نے کہا کہ اس ارادے کو چھوڑا اور کچھ سیلوری کو دکھلا۔ کیونکہ یہ فریب تیرا جلیگا
نہیں۔ وروان نے عفتہ میں اگر داؤد کو جبر کا اور اہل عرب کے طرف روانہ
کیا۔ داؤد لشکر عرب کی طرف گیا اور پکار کر پیغام وروان کا سنایا۔ خالد شہ
سنکر اوس کے سامنے آئے اور دیر تک سوچ میں رہے پھر کہا کہ اگر وروان
کوئی فریب کیا جاتا ہے تو قسم ہے خدا کی ہم جو فریب کے میں ہم کو وہ
اپنے مال کا تلخ ویکر اگر کوئی جلید کیا جاتا ہے تو ہم ہرگز مصالحہ نہ کریں گے۔ مگر
تمہاری جماعت اور اولاد اسلام قبول کرے یا جزیہ ادا کرے۔ داؤد
نے کہا ایسا ہی ہو گا۔ پھر دل میں کہا کہ قسم ہے خدا کی سچا ہے عربی اپنے قول
میں۔ وروان خود بھی اُس کے ہاتھ سے مارا جائے گا اور ہم کو بھی قتل کر اے گا۔

سیدنا داؤد

پس مفرا سی مین ہے کہ جو حال ہے سچ سچ کہہ دوں۔ اور اپنے اور اپنے آل کے واسطے امان لے لوں پھر کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ تم اسے سردار۔ آپ کو ساتھ دروان نے بیشک فریب کیا ہے اور سارا قصہ بیان کیا اور امان چاہی۔ خالد نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو امان دی اور تیرے مال و راولا کو بھی امان دی بشرطیکہ تو ہم سے فریب نہ کرے۔ پھر قوم کے گھات میں بیٹھنے کی جگہ دریافت کی اوس نے کہا کہ وہ جگہ نزدیک فلان ٹیلہ کے دائیں جانب لشکر کے ہے۔ پھر رخصت ہو کر ہلٹ گیا اور اپنے سردار سے جواب خالد نے کہا بیان کیا وہ خوش ہوا کہ فریب چل گیا اور دس آدمی بہادر اپنی قوم سے بلا کر ان سے کہا کہ تم بیدل ہو کر جاؤ اور پوشیدہ بیٹھ رہو اور سب ٹچہ اونچین سمجھا دیا او وہ خالد نے ابو عبیدہ سے وہ راز جو اوس گہرے کھاتے بیان کیا اونھوں نے کہا۔ کہ دس آدمی آپ بھی مقابلہ کے واسطے گھات میں چھپا کر فریب رو میں کے بھاؤ۔ جبوقت وہ اپنے قوم کو پکارے تم اپنے قوم کو پکارو ہم سب گھوڑوں پر تیار رہیں گے۔ پس خزار اور رافع وغیرہ دس آدمیوں کو بلایا۔ اور حیلہ و مکر سے رومیوں کے آگاہ کیا اور کہا کہ جاؤ تم سب گھات میں چھپ کر بیٹھو جبوقت میں پکاروں دوڑو اور ایک ایک کے مقابلہ کے واسطے جدا ہو جاؤ اور مجھ کو وردان کے مقابلہ پر چھوڑ دو۔ خزار نے کہا کہ اسے سردار یہ معاملہ بہت خطرناک معلوم ہوتا ہے مبادا وہ تم کو کچھ برائی نہ پہنچائیں میری رائے یہ ہے کہ ہم لوگ اسی وقت اور ان کی گھات کی جگہ جائیں اگر سوتا پائیں تو قبل بچ کے مار لیں اور ان کی جگہ پر ہم لوگ پوشیدہ ہو کر رہیں۔ جبوقت تم اور تمہارا دشمن نزدیک ہو ہم لوگ اوس کی طرف گھات سے نکلیں۔ خالد اس کلام پر ہنسنے لگا اور اچھا یوں ہی کرو۔ اللہ تعالیٰ

شکوہ اور پرہیزگاری سے۔ پھر ضرار مع ساتھیوں کے تلوارین لیکر ٹیلہ پر پہنچے اور اپنے
 ہمراہیوں کو وہاں ٹھہرا کر قوم کفار کی خبر لینے کو چلے۔ پہار ڈاؤر ٹیلوں کی آرمین
 چھپے ہوئے نزدیک دس قوم کے پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ مشقت جنگ سے
 بے ہوش سو رہے ہیں پس آپ نے ساتھیوں کو آکر بشارت دی اور مشورہ کیا
 کہ جہاں تک ہو سکے اپنی آوازوں کو چھپاؤ اور چاہئے کہ قرب تلواروں کی ایک
 ہو اور آہستہ ان تک پہنچے اور ایک ہی وار میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پھر خدا کا شکر ادا
 کرے مگر یہ کہ اتنے میں سیندی مہج کی دکھائی دی ان سمیوں نے رومیوں
 کے کپڑے پہن لئے اور چوپ کر بیٹھ گئے۔ مقتولوں کو مٹی میں چھپا دیا حضرت
 خالدؓ نے تار مہج پر بکرا اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور لباس سرخ ریشمی پہنا اور
 زرو عمامہ باندھا۔ رومیوں نے بھی صف بندی کی۔ دروان نے ایک سوار
 بھیج کر درخواست اپنی یاد دلائی۔ خالدؓ نے کہا آگاہ کر دروان کو میں آتا ہوں
 دروان یہ خبر سن کر تلج مرغ سر پر کہہ کر نکلا۔ اوصہ خالدؓ نے ابو عبیدہ سے کہا
 کہ میرا گمان یہ ہے کہ ضرار ہمارے دشمنوں تک پہنچ گئے ہیں۔ تم جیوقت مجھ کو
 حکم کرے ہوئے دیکھو مع لشکر کے حکم کیجیو۔ پھر مسلمانوں کو سلام کیا اور چلے گئے
 جب دشمن خدا نے دیکھا کہ خالد رضی اللہ عنہ آتے ہیں ان کے لباس کو دیکھ کر
 متعجب ہوا جب نزدیک پہنچے اسی وقت دروان ٹیلہ سے قریب ہوا اور اشر
 سے اتر پڑا۔ خالدؓ بھی اپنے گھوڑے سے اترے اور دونوں بیٹھ گئے۔
 گفتگو خالدؓ کی دروان سے خالدؓ نے اوس سے کہا کہ کہہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے۔ لیکن
 اور گھات سے نکلنا ضرر کا اور قتل کرنا دروان کو۔
 کہا کہ تم خونریزی ترک کرو اور حقد رمال چاہو۔
 ہم سے مدد مین لیں تو ہم لوگ تنگے اور بھوکے سے مر

(اسکی بیگستاخا قمر یا اپنے پوشیدہ سپاہیوں کے ہتھیار پر)

ہوئے ہو آپ نے فرمایا کہ اودردان۔ اللہ غالب اور بزرگ نے ہم کو بل پر
 کیا ہے مال سے اور ہمارے مال و رعوں تو ان کو ہم پر حلال کیا ہے مگر یہ کہہو
 تم لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ اگر اس سے انکار ہے تو جزیہ دو اگر
 اس سے بھی انکار ہے تو لڑائی موجود ہے۔ اور جو تو نے صنف ہمارے گرد
 کا بیان کیا ہے قسم ہے خدا کی تم لوگ ہمارے نزدیک مثل کتوں کے ہو رہے
 سنکر دردان اس اعتماد پر کہ اوس کے سامنے گھات سے نکلیں گے اٹھ کھڑا
 ہوا۔ اور بندر کی طرح ایک کرد و لون بازو خالد غصے پکڑ لئے آپ نے بھی
 اُس کے دونوں بازو پکڑ لئے اور لپٹ گئے۔ دشمن خدا نے چلا کر اپنی قوم
 کو پکارا کہ لو یار و جلدی کرو دوڑو کہ میں نے شیر اسلام کو پکڑ لیا ہے ورنہ وہ
 مجھ کو بچھاڑ دیگا۔ ہاں جلد آؤ! جلد آؤ! اصحاب رسول اللہ صلعم پشت تیلہ ریگ سے
 مثل مرغاب تیر چکل دورے۔ سب سے آگے حضرت فرائضے دشمن خدا نے
 اون کو آتے دیکھ کر یقین کیا کہ یہ لوگ میرے ہی قوم کے ہیں۔ جب یہ سب
 لوگ قریب پہنچے تو ڈر کے مارے کانپ گیا ہوش اور گئے۔ اور کہا کہ اے
 خالد بن ابیہ اسے خدا سے واحد کے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ کو مار ڈالو۔ یہ
 خنجر مجھ کو نہ مارے۔ اسکے دیکھتے ہی سے میری روح فنا ہوتی ہے اور زمین
 پر گر کر اٹھ کر رہ کر تھا انگلی سے اور امان امان کہتا تھا آپ نے کہا امان اسکو
 دجالی ہے جو امان کا مستحق ہوتا ہے۔ تو نے ہمارے لئے سخت فریب کیا
 فرائضے اوسکی رگ شانہ پر تلوار باری اور لپک کر تلج لے لیا۔
 حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دشمنان خدا اپنے سردار کا حال دیکھ
 رہے ہیں مجھ کو ہمارے واسطے اُس قوم کی طرف سے اطمینان نہیں ہے
 جلد اس بد بخت کا سر کاٹ لو اور کپڑے رو میوں کے پہن لو اور اودن کے

مقابلہ پر چل کر حملہ کرو۔ خدا کی مدد بہنو کا فی ہے چونکہ اسلامی قلوب جو مسیح لہذا فوراً
 سب نے حکم کی تعمیل کی اور ہتھیاروں کے نیچے آکر چھپا یا اور رومیوں کے مقابلہ
 پر چلے خالد اور ہزاروں سب کے آگے تھے اور سردردان کا خالد کی نوک شمشیر پر
 تھا جب دونوں لشکروں کے سامنے آئے رومیوں کی طرف بھرے۔ کفار نے اپنی
 سردار کا سر تلوار کی نوک پر دیکھ کر سمجھا کہ خالد کا سر ہے اور باقی لوگ ہماری قوم
 کے ہیں خوشی سے تالیان بجانے اور اچھلنے کودنے لگے۔ لشکر اسلام نے کفار
 کا غل سنگر سمجھا کہ شاید خالد کسی مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ خالد عجب قریب
 صفوں لشکر روم کے پیچھے۔ سردردان کا اون کو دکھلایا اور پکار کر کہا کہ اسے
 دشمنان خدا بہرہ سہتا رہے سردار کا ہے اور میں خالد ہوں۔ پھر سر کو انہیں
 پھینک دیا اور بگیر کہہ کر حملہ کیا۔ ہزار نے بھی اون کے پیچھے حملہ کیا۔ حضرت عبیدہ
 بھی آگے بڑھا کر کہا "ہمیں دین حملہ کرو" پھر سب مسلمانوں نے حملہ کیا۔ جب رومیوں
 نے اپنے سردار کے سر کو دیکھا تو یقین کیا کہ اون کی قوم کے لوگ آج مار ڈالے
 گئے پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے اور صبح سے عصر تک اون پر تلوا چلی جو لوگ بھاگے
 اون کا حال سنئے کہ حضرت صدیق اکبر نے ملک کے واسطے لشکر بھیجا تھا جو قریب
 پہنچ گیا تھا اوس نے جس دمی مفرد کو پایا تہ تیغ کیا اور لوٹ لیا۔ حتی کہ لشکر
 رومیوں کا جو نوے ہزار تھا اوس میں سے پچاس ہزار سے زیادہ مارے گئے
 باقی متفرق ہو گئے بعض فیاریہ کو چلے گئے بعض دمشق کو۔ مسلمانوں نے اس قدر
 مال و اسباب لوٹا کہ کسی جنگ گزشتہ میں اس قدر مال کا فتح نہ آیا تھا۔ حضرت خالد
 نے سب مال مع تاج وردان کے بیکار کیا اور فرمایا کہ فتح دمشق کے بعد تم کیا جائے
واقعہ سوین۔ جنگ جنادین و دمشق
 یہ واقعہ قابل غور کے ہے۔ جب ابو عبیدہ نے امان دیکر۔ تو ما اور ہرہس کو

مع ان مال و منال متعلقین کے آزاد کر دیا اور اسکو پورے تین دن حسبِ عدہ
 گذر چکے تو اسوقت تک خالد بن ولید کا ارادہ ان کفار کے لعنت کا نہ تھا۔ کیونکہ
 دشمنوں کے ملک میں گیس کر ان معبودوں کا مقابلہ کرنا کچھ دل رلی نہ تھی ممکن
 تھا کہ دشمنان اسلام کی تمام فوج خیر پاکر آگے گمراہی اور نہ معلوم بھڑکیسی ہوتی۔
 مگر بات ہونے والی ہوئی کر رہتی ہے یعنی اہل دشمن سے ایک شخص نے جو بڑا
 شہسوار تھا اور اسوقت حضرت خالدؓ کے پاس قید تھا آگے تو ما کے لعنت پر آمادہ کیا
 اور اس شخص کے ہند ہو بیٹھا فقہ اسطرح پر ہے کہ یہ شہر پوشیدہ اپنی عورت کو لیکر
 نکلا تھا مسلمان اس کو پکڑ کر حضرت خالدؓ کے پاس لے آئے مگر اس کی عورت اس
 سے جدا ہو کر شہر کو واپس ہو گئی تھی خالدؓ نے اس شہسوار کو مسلمان کیا تھا اور
 وعدہ کیا تھا کہ شہر میں چل کر تیری عورت تجکو دلا دیں گے وہ مسلمان ہو کر اہل شہر
 سے برابر لڑتا تھا۔ جب از روئے صلح مسلمان شہر میں داخل ہوئے وہ اپنی
 زوجہ کی تلاش میں تھا آخر اس کے پاس گیا اور عورت نے راہبوں کے کپڑے
 پہن لئے تھے پوچھا کہ کس چیز نے تجکو راہب بنایا ہے اس نے کہا شوہر کی نسبت
 نے جب کو اہل عرب نے پکڑ لیا ہے اس شخص نے کہا کہ میں تیرا شوہر ہوں اور
 مسلمان ہو گیا ہوں اور تیری ذمہ داری میں ہے اس نے یہ سن کر کہا۔ قسم
 ہے حق سبح کی قسم ایسا نہ ہوگا اب کوئی طریق میرے اور تیرے ملنے کا نہیں ہے“ اور
 وہ عورت تو ما اور ہر بیس کے ساتھ چلی گئی۔ اس شخص نے اس معاملہ کی شکایت
 حضرت خالدؓ سے کی۔ خالدؓ نے اس شخص سے کہا شہر کو براہِ صلح فتح کیا ہے کوئی راہ
 تیرے واسطے اس کے ملنے کی نہیں ہے جب اس شخص نے معلوم کیا کہ خالدؓ
 ان کے لعنت کا ارادہ رکھتے ہیں کہا کہ میں آپ کے ساتھ چلوں گا شاید کہ
 اس تک پہنچ جاؤں۔ چوتھے دن اس شخص نے کہا کہ اب آپ تعاقب کیجئے۔

اُن ملعون کا کیجئے آپ نے فرمایا کہ وہ تو بہت فاصلہ پر نکل گئے اور ہم کو راہ سے ہٹ
 نہیں ہے اُس شخص یعنی پولیس نے کہا کہ اسے سردار میں اس راستہ سے خوب
 واقف ہوں میں آپ کے سامنے چلتا ہوں لیکن آپ لوگ سب لباس قوم کھم اور خلیفہ
 کا پہن لو اور زراد راہ لے لو۔ خالد نے چار ہزار پہاڑی لشکر جمع کر کے حکم کیا کہ تعاقب
 کے لئے تیار ہو جاؤ اور خود سوار ہو کر روانہ ہوئے اور چلتے وقت حضرت
 عبیدہ کو ضروری ہدایات فرمائیں۔ خالد نے دن برابر چلے جاتے تھے مگر نماز
 کے وقت ٹھہرتے تھے تاہم اس قوم کا کچھ نشان نہ معلوم ہوا۔ خالد نے کہا کہ اے
 تعاقب کرنا خالد شاہ | یونس تیری راے اس معاملہ میں کیا ہے اس نے کہا کہ اے
 تو ما اور ہرہیں پر | سردار ابھی چلے چلے اور خون نے راہ پہاڑوں اور گھاٹیوں کی
 لی ہے آپ یہ سمجھ لیں کہ گویا ہم اون میں اب مل گئے
 انشاء اللہ تعالیٰ پھر یونس نے اُس راستہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی
 اور اوس میں بہت پتھر تھے گویا سنگستان تھا اس لئے بڑی مشکل سے
 گزر رہا تھا آخر گھوڑوں کے پیروں سے خون بہنے لگا اہل عرب اس تکلیف
 سے تنگ آ کر کہنے لگے کہ کاش یہ رہبر ہم کو کھلی ہوئی راہ سے لیجاتا جس
 راہ سے نکلے نشان قدم اون کے ظاہر ہوئے یہ دیکھ کر یونس نے کہا کہ اے
 سردار جلدی کیجئے اور بڑی کوشش سے حیدر اور لاؤ قیہ کو ملے کیا تھا کہ
 نشان قدم غائب ہو گئے۔ اور دفعہ یونس حیرت زدہ ہو کر ٹھہر گیا۔ پھر گانٹوں
 میں جا کر خبر پائی کہ ہر قل بادشاہ کو تو ما اور ہرہیں کی یہ خبر پہنچی کہ انھوں نے
 دشمن کو پہلے ان کے سپرد کر دیا ہے تو اس نے دونوں کو اپنے پاس لے لئے
 منع کیا ہے تاکہ رومی اون کی شکست اور نہایت حال سن کر کہیں ہراسان نہ
 ہو جائیں پس اس لئے اون کو غلطیہ جانے کا حکم کیا ہے۔ مگر انھوں نے دماغ

پر جانے سے انکار کیا اور نظام کے جائیکو آمادہ ہوئے ہیں۔ یونس بھی اون لوگوں کی
 راہ چھوڑ دینے سے اور دریا کی راہ لینے سے ڈرا اور مسلمانوں کی ناکامی سے
 بیدل ہوا۔ یہ معاملہ صبح کو روز سہ شنبہ پہلی غزہ رجب کو ہوا۔ خالد کشتی صبح کی نماز
 پڑھی اوس کے بعد چلنے کا ارادہ کیا دفعۃً آنا شگستگی یونس میں دیکھے پوچھا کیا
 حال ہے۔ یونس نے کہا اے سردار تم ہے خدا کی کہ میں نے تلاش دشمن
 میں دھوکا کھایا اور آج کو سخت تکلیف دی اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ اُس راہ سے
 نکل گئے اور امن میں پہنچ گئے۔ اب آپ سب قریب شہر ہرقل و اُس مجمع لشکر
 کے موجود آپ کے سامنے لڑنے کو آنے والا ہے اور صرف آپ کے اور اُس کے درمیان
 میں ایک بڑا پہاڑ واقع ہے میں اس خیال سے خوفناک ہوں۔ اب جو مجھ کو حکم ہو
 وہ کروں۔ ضار نے دیکھا کہ اس کلام کو سنکر خالد کا رنگ مثل خضاب کے اوڑ گیا
 ضار نے اسکا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے قبل فتح و مشق کے
 ایک خواب دیکھا ہے میں اوسکی تعبیر کا منتظر ہوں مسلمانوں نے کہا کہ وہ کیا
 خواب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گویا میں اور مسلمان ایک شبت
 بے آب و کاه میں ہوں ناگاہ ایک گروہ وحشی حماروں
 کا نظر آیا جنکے بڑے بڑے اجسام تھے اور بہیت ناک
 صورتیں تھیں وہ ہمکو اپنی ٹانگوں سے مارتے تھے اور ہم نے اون کو گھیر لیا
 تھا اپنے گھوڑوں سے اور اون کو قتل کرتے تھے جو ہاتھ اُجاتے تھے اور انکا
 گوشت ہم ہوں کر کھاتے تھے جب ہم نے دیکھا کہ وہ اپنی جگہوں سے ہلکے
 اٹھ کھانے لگے انکا ہماری طرف آتے ہیں تو ہم نے مسلمانوں کو اون کے روکنے
 کو بلایا وہ بہتو دیکھ کر بھاگے ہم نے انکا پیچھا کیا اور شکار کیا ان میں سے
 ایک اونٹ کو جو سب کے آگے تھا اس حالت سے ہم خوش ہوئے اور

حضرت خالد کا
 خواب بیان کرنا

اون کے دشمنوں کی جانب جانیکا ارادہ کیا کہ دفعۃً میرے گھوڑے نے
 مجکو گرا دیا اور حمامہ سر سے اتر گیا اور بیدار ہو گیا میں اس خواب سے کیقدر
 پریشان ہوں پس کوئی تم میں سے اسکی تعبیر بتا سکتا ہے؟ میرے نزدیک
 تو اسکی یہی تعبیر ہے جس میں اب ہم سب مبتلا ہیں۔ یہ عبد الرحمن نے کہا کہ
 لو تانا اور فرہ اور خوش و خوش تو یہی لوگ ہیں جنکی طلب میں ہم آئے ہیں کہ
 اون کے سبب سے رنج و محنت میں ہیں۔ اور گرنا آپکا زمین کی طرف یہ ایک کام
 آپکے گھوڑے کا ہے کہ وہ بلند جگہ سے پست جگہ کی طرف اترے گا اور حمامہ کا
 سر سے گرنا یہ ہے کہ حمامہ اہل عرب کے تاج ہیں اُنکا اترنا ایک بلا ہے
 کہ آپکو لاحق ہوگی۔ مگر جبری خالد نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ سے
 کہ جو کچھ مصیبت میرے واسطے ہو وہ دنیا ہی میں ہو آخرت میں نہ ہو یہ بہ مقدس
 لوگ عالم ارواح کے معاملات سے خوب واقف تھے اس لئے دنیا کو بھیج
 سمجھتے تھے اس کے بعد یونس راہ بر سے جبکا نام آپنے نجیب رکھا تھا بوجھا کر
 بریشانی ابکی بقاضا فطرۃ انسانی تھی کہ اسے نجیب کیا ہم ملجاوین گے اُس ملعون قوم
 سے۔ اُس نے کہا بے شک۔ مگر میں اس امر سے ڈرتا ہوں کہ اگر لشکریان
 روم آپ کے یہاں آئیںکی خبر پائیں گے تو ہر طرف سے دُور پڑیں گے۔ لیکن
 بہادر سیف اللہ خالد نے اسکی کچھ بھی پروا نہ کی اور جیل نکام کی طرف بڑھ
 خدائی قدرت ہے کہ دفعتاً رات کو کثرت سے میٹھ برسا یہ امر کفار کو جلنے سے
 مانع ہو گا وہ مسلمانوں کے لئے تائیذ غیبی تھی۔ جب صبح ہوئی یونس نے کہا کہ اے
 سردار شہر و میں نے قوم کا غل سنا ہے میں خود جا کر خبر لاتا ہوں۔ یاد رکھنا
 چاہئے کہ دشمنوں کے ملک میں اس طرح جرات کے ساتھ دشمنوں کا تعاقب
 کرنا انھیں بے نظیر شجاعت کے دیوتاؤں کا حوصلہ تھا پھر ایسے جان ز نہیں ہو

سبے شک نہیں ہوتے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ خبر لایا کہ وہ سب لوگ نکیر حسین
 شہر سے مین اسباب سوکھے کو ڈال دیا ہے جلد چلو اور اپنے ساتھیوں کو وصیت کر دو
 کہ میری زوجہ کو گاہ رکھیں آپ نے اپنی ساتھیوں کو چار گروہ پر تقسیم کیا ایک
 ہزار سوار پر مضار کو سردار کیا اور ایک گروہ پر رافع اور ایک گروہ پر عبدالرحمن
 کو اور جو بھائی لشکر کو اپنے ساتھ رکھا اور سب کو روانہ کیا اور کہا کہ ہر گروہ متفرق
 آگے پیچھے نہ کیجئے جب تک میں حملہ کروں۔ مضار آگے ہوئے اور شگاف کوہ سے
 نکلے قوم بے خبر بڑی تھی۔ رافع اور عبدالرحمن اور سب کے پیچھے خالد بن ولید
 پہاں تک کہ جہاگاہ میں پہنچے اسکی سبزی اور خوبی اور رنگین ریشمی کپڑوں
 کی بہار دیکھ کر دل بھر بھرا لئے لگے مسلمانوں نے کہا کہ دنیا بڑی مکارہ
 ہے خالد بن ولید پکار کر کہا کہ دشمنان خدا کو طلب کرو اور لڑو یہ کہہ کر خالد بن ولید
 حملہ کیا رومی چلائے کہ ہم برباد ہوئے۔ تو مانے اپنے گروہ کو آواز دی۔ اور
 ہر میں نے اپنے بطریقہ کو وہ لوگ دوڑے اور گھوڑوں پر سوار ہوئے میل
 آپ روان کی طرح رومیوں پر جا گئے۔ ایک گروہ تو مانے کے ساتھ اور ایک
 گروہ ہر میں کے ساتھ رومیوں کا آمادہ جنگ ہوا۔ پہلے جو شخص خالد بن ولید کے
 مقابلے میں آیا تو ماتوا۔ پانچ ہزار سوار اس کے گرد پیچھے آپ نے حملہ کیا
 تو مانا مارا جاتا اور نیزہ مارا اسکی دوسری آنکھ میں اور گھوڑے سے گرا
 گرا وید عبدالرحمن نے فوراً سر کاٹ لیا۔ تو مانے کے مارے
 جانے سے مسلمان خوش ہوئے اور پکار کر کہا کہ ہر میں کو طلب کرو۔ خالد بن ولید
 ہر میں کی تلاش میں تھے کہ دفعۃً ایک گہر بھاری ٹویل بڑی ڈاڑھی والے کو
 دیکھا اس کو ہر میں سمجھ کر اپنے گھوڑے کو دوڑایا اور سخت حملہ کیا وہ بہا کا
 اپنے نیزہ اس کی پشت پر مارا وہ زمین پر گر پڑا آپ نے کہا کہ اے ہر میں

تو پہنے جا لیا تھا کہ میں بھاگ جاؤں گا۔ اُس گہر نے جواب دیا کہ میں ہر میں نہیں
 ہوں مجھ کو چھوڑ دو جو چاہو گے وہ دون کا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر میں کو بتا دے
 اوس نے کہا کہ ایسا نہ کیجیو کہ پھر بھی مجھ کو نہ چھوڑو کسوا سٹے کہ تختے امان دی گئی
 اور پھر ہمارا پیچھا کر کے یہاں تک آئے۔ آپ نے فرمایا کہ مردود ہم کو بد عہد
 ٹھہراتا ہے قسم ہے خدا کی ہم جو تھے دن تمہاری تلاش میں نکلے ہیں۔ یہ سنکر
 اوس نے کہا کہ اچھا اے بہادر عرب آپ میرے سینہ سے اونٹ کھڑے
 ہو میں ہر میں کا نشان بتاتا ہوں۔ آپ اترے اُس نے بلندی کی طرف۔
 دیکھا کہ کہا کہ ہر میں مع اپنے گروہ کے وہ سامنے بلندی پر جا رہا ہے۔
 آپ نے اوس گہر کو اسار بن جائیر کے سپرد کیا۔ اور تنہا باگ گھوڑے کی
 اُٹھا کر اُس جماعت کے قریب پہنچے۔ ہر میں ٹھہر گیا۔ آپ نے اوس پر حملہ کیا۔ وہ
 گھوڑے کے زین پر سمٹ گیا اور پکارا اپنے ساتھیوں کو ارے دوڑو یہ سردار
 مسلمانوں کا اکیلا ہے جلد مار لو اس کو کہ تمام ملک اسکے مار ڈالنے سے تمہارا
 ہاتھ آجائیں گے۔ رد میوں نے یہ سنکر آپ کو گھیر لیا اوس وقت آپ پیادہ ہو گئے
 ڈھال تلوار ہاتھ میں لی اور کہا کہ خواب میرا ٹھیک ہوا اور اپنے دل میں سمجھو
 کہ میں نے اس کام میں خطا کی میرا کام نشان کے پیچھے رہنے اور لڑنے کا ہے غرض
 ہر میں آگئی طرف آیا اور تلوار پشت کی طرف نہ اسنے زور سے ماری اس نے خود
 اور عمانے کو بھاڑ ڈالا اور تلوار ہر میں کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ اس امر
 سے ڈرے کہ اگر پشت کی طرف بھرتا ہوں تو سامنے سے کافر لوٹ پڑیں گے
 آپ نے شیر غریں کی طرح دائیں بائیں دیکھتے ہوئے حملے کیے اور تکبیر کا شور بلند
 کیا۔ مگر اسی حالت میں شور تکبیر بل عرب کا تھا کہ کافروں کو گھیر لیا ہے۔ آپ نے
 آوار عبد الرحمن کی سستی کافروں کو حملہ کر کے متفرق کر دیا۔ ہر میں نے جب مسلمانوں

پیچھے

کی آواز سن کر بھاگنے کا قصد کیا آپ نے تلوار سے اُسکے دو ٹکڑے کر دیے
 اور ہمراہیہان عبدالرحمنؓ نے ہر تیس کے ساتھیوں کو چن چن کر مار ڈالا۔ سب سے
 زیادہ رومیوں کے مار ڈالنے والے شیر عرب ضرار تھے آپ نے ضرار کو دیکھا
 اور کہا کہ آپ ہمیشہ اپنے کاموں میں مبارک ہو آپ کی ذات فتح مند ذات
 ہے جس کا چہرہ کو فخر ہے پھر خالدؓ نے سب مسلمانوں کو اور عبدالرحمنؓ کو سلام کیا
 اور کہا کہ آپ نے میری اس جگہ کو کیونکر جانا۔ عبدالرحمنؓ نے کہا کہ اے سردار
 ہم رومیوں کی لڑائی میں تھے۔ اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے اون پر فتح دی مسلمان
 مال غنیمت یکجا کر کے زمین مصروف تھے و فتنا ہم نے غیب سے ایک آواز سنی
 کہ تم لوٹ کا مال جمع کر رہے ہو خالدؓ کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے مگر ہم نہیں جاتے
 تھے کہ آپ کہاں ہو اور مسلمان اس سب سے بچ میں تھے کہ ایک گھیرنے
 جو آپ نے ایک ساتھی کے قابو میں تھا جسے کہا کہ آپ کے سردار ہمیں
 کے نیچے اُس پہاڑ پر ہیں۔ آپ نے اوس گھر کو بلایا اور چھوڑ دیا۔ اوس نے
 مسلمان ہونے سے انکار کیا اور روم کی طرف چلا گیا۔ بد نصیبی کا علان نہیں
 پھر آپ نے حکم فرمایا مسلمانوں کو کہ مال غنیمت اور قیدیوں کو یکجا کریں
 اوسکی کثرت کو دیکھ کر شکر اللہ تعالیٰ کا ادا کیا۔ پھر یولس کو بلا کر اوس کو پہاڑ
 زوجہ کا حال پوچھا اوس نے کہا کہ اے سردار میں نے اپنی زوجہ کو پکڑ
 لیا تھا۔ مگر اوس نے بھری اپنے سینہ میں مار لی (عورتوں کو کفر پر کس قدر اصرار
 تھا!) آپ متعجب ہوئے اور ارفعؓ نے کہا کہ اے سردار اوس وقت میں
 برقل بادشاہ کی بیٹی کو گرفتار کیا اور یولس کے سپرد کر دیا ہے آپ نے اوسکو
 سامنے بلایا اور کہا کہ اگر ہر قل طلب غرے گا تو یہ تیرے واسطے ہے۔
 یولس نے کہا کہ اب یہاں خرید کا موقع نہیں ہے پھر سب دبا لے جلد واپس

سب کی آواز

روانہ ہوئے اور غنیمت کا مال ساتھ لے لیا مسلمان بہت خوش تھے
 جب نزدیک مرج الاصفہ قریب بل ام حکیم کے پہنچے دفعتاً ایک غبار اٹھا
 اور فوراً یونس کو خبر لائیکے لئے دوایا اوس نے آنکھ جھڑی کہ اے سردار ہرقل نے
 ایک گروہ کو اپنی بیٹی کے طلب کرنے کے واسطے بھیجا ہے اسی اثنا میں
 ایک لٹی آیا اور کہا کہ میں ہرقل پادشاہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اس نے
 طلب کرنا ہرقل کا اپنی بیٹی کہا ہے کہ کرم بخشی عرب کے حضایل سے ہے میری
 کو اور یسجد بنا حضرت خالدؓ لڑکی کو یا بطور تحفہ کے یسجد و ورنہ قیمت لے لو اور
 مین تنے امید صلح کی رکھتا ہوں آپ نے کہا کہ
 کہہ دے اپنے سردار سے مستم ہے خدا کی جب تک

تیری تحت گاہ نہ لیلیون گا مین نہ بھرونگا اور یہ لے بیٹی تیری ہمارے طرف
 سے نکلو بد یہ ہے“ وہ لٹی ہرقل کی بیٹی کو لیکر اس کے پاس پہنچا۔ ہرقل
 نے اپنے رئیسوں اور ملوک سے کہا کہ یہ وہی معاملہ ہے جو میں نے تم سے
 کہا تھا مینے نہ مانا اور میرے قتل کا ارادہ کیا قریب کہ اس سے بڑا کرمی ہوگا۔
 اور سردار عرب کی اس بخشش و مہربانی نے مجھ کو نجات و خجالت میں ڈلو
 دیا ہے اور یہ تمہارے طرف سے نہیں ہے بلکہ پروردگار آسمان کی طرف
 سے ہے۔ رومی اس کلام کو سنکر بہت روئے باوصف اس کے وہ اپنے کفر
 سے باز نہ آئے اس لئے کہ وہ اسی کو حق سمجھتے تھے۔

مراجعت فرماتا حضرت خالدؓ کا دمشق کو

اس عظیم فتح مندی کے بعد حضرت خالدؓ دمشق میں پہنچے ابو عبیدہؓ سے ملاقات
 ہوئی اور مبارک باد سلامتی کی سب سلامتوں نے دی۔ خالدؓ عمرو بن سعدؓ
 نہبیدی اور مالک شترانخی اور ادون کے ساتھیوں کو دمشق میں دیکھ کر خوش

ہوے اور تمام سرگزشت ابو عبیدہ کے سامنے بیان کی وہ اونکی شجاعت پر تعجب کیا کرتے تھے۔ پھر خالد بنی النضر نے باختران حصہ مال غنیمت سمجھا لیا اور باقی مسلمانوں کو بانٹ دیا اور اپنے حصہ میں سے یونس راہبر کو کچھ زائد دیا اور کہا کہ اس مال سے کوئی عورت دختران روم سے خرید لو یا نکاح کر لو۔ یونس نے انکار کیا کہ بعد اپنی زوجہ کے اس دنیا میں نکاح نہ کروں گا۔ رافع بنی اسیر و کحال بن بیان کیا ہے کہ یونس ہمارے ساتھ یرموک کی لڑائی تک رہے ہر لڑائی میں جہاد عظیم کرتے تھے۔ یرموک کے لڑائی کے دن ایک تیراؤں کے سینہ میں لگا اور شہید ہوئے۔ میں نے اونکو خواب میں دیکھا انکا لباس چمکتا تھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھکو بعوض میری زوجہ کے ستر حورین بخشیں۔ امیر مسلمانان نے یہ سنکر فرمایا کہ یونس کو یہ رتبہ شہادت کی وجہ سے ملا۔ اے سبحان اللہ و بحمدہ۔

واقعہ عجیب

جب حضرت ابو عبیدہ کاشکر ریتین حیات ہوتے ہوئے شیرزبویا۔ نو نے ہر قل کی کیفیت دریافت کی۔ وہ ان کے لوگوں نے کہا قنبر بن والون نے آپ سے جو ایک سال کے لئے مصالحت کی ہے وہ اون کا صرف مکر و فریب ہے یعنی اونہوں نے ہر قل کو کہا بھیجا ہے کہ مسلمانوں سے ہم نے پناہ طلب کر لی ہے اب اس عرصہ میں جلد لشکر ہماری مدد کے لئے روانہ کیجئے۔ اس پر بنا پر ہر قل نے جیلہ بن الیہم عنانی کے ماتحت ایک لشکر جو دار آ کے مقابلہ کے لئے بھیج دیا ہے۔ جس کے ساتھ شمرہ عرب اور حکم مودیب بھی آئے ہوئے ہیں۔ ابو عبیدہ نے یہ سنکر فرمایا کہ حسبنا اللہ نعم الوکیل خدا نے یہ تقریر سنکر کہا۔ اے امیر میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ ان فریبوں

صلح نہ کیجئے۔ کیونکہ ان کے کلام سے دغا فریب کی بو آتی ہے۔ ابو عبیدہؓ نے
 فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ ہرگز وہ اپنے اس فریب سے متمتع نہ ہوں گے
 خدا سے تعالیٰ ہماری مدد کے لئے کافی ہے۔ خالدؓ نے کہا کہ اجماع ہم ہی ایک کام
 کریں گے کہ ہر قریب نے جہد کو حاکم قنسرین کی مدد کے لئے بھیجا ہے اور وہ ہم کو
 مغرورانہ طور پر دھکی دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قنسرین کے حاکم نے ہم سے
 صریح فریب کیا ہے۔ اور دس ہزار کی جمعیت اس کے ہمراہ ہے۔ آپ مجھ کو
 حکم دیجئے کہ صرف دس بہادران عرب سے ان کا مقابلہ کر کے اون کو فریب
 کا مزہ چکھا دوں۔ ابو عبیدہؓ اس تقریر سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا
 آپ اون بہادروں کو انتخاب کر لیجئے۔ جن کو آپ ساتھ لیجانا چاہتے ہیں
 فوراً آپ نے۔ عیاض بن عمرو بن سعد۔ سہل۔ رافع۔ سعید۔ عمر بن معد۔ کعبہ
 عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم اور قیس رضی اللہ عنہم اجمعین
 کو اپنے ساتھ لے لیا اور ایک موقع پر گھات لگائے ہوئے لشکر کی گزرنے
 کی تاک میں چھپے بیٹھے رہے۔ اور خالدؓ نے ان سب کو یہ حکم دیا کہ بجز
 لشکر آنیکے آپ لوگ بھرتی کے ساتھ ان میں اس طرح ملجاؤ کہ گویا وہ لوگ
 اپنی ہی لشکر کے آدمی سمجھیں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہیجا اور لشکر کفار میں
 شامل ہو گئے لشکر کے آگے آگے سوئے اور جواہری صلیب بھین اور تسلیں
 انجیل بڑھتے ہوئے جا رہے تھے۔ جب حاکم قنسرین حیلہ بن الیم مرتد سے
 ملنے کے لئے آگے بڑھا تھا کہ فوراً خالدؓ آگے بڑھ کر اس کے گھوڑے کی باگ
 روک لی۔ اس نے کہا کہ صلیب اور مسیح تمہاری مدد کرے تم کیا کہتے ہو۔
 خالدؓ نے فرمایا بد بخت سختی ہو تجھ پر ہم بندگان صلیب نہیں ہیں۔ بلکہ خدا سے
 واحد کے بندے ہیں۔ اسکے ساتھ بہ آواز بلند کلمہ شہادت پڑھا اور کہا کہ

میں خالد بن ولید ہوں اتنا کہہ کر اسکو زمین سے کیچ کر زمین پر دبا دیا اور مجاہدین نے بھی آن کر اسکو گھیر لیا۔ حاکم حموریہ نے خالد کا نام جو سنا تو اس کے چہرہ پر مرونی سی جھاگئی۔ خون خشک ہو گیا اور تکیہ اور تنہیل کی آواز سننے لگا۔ لشکر کو متحیر اور متحج کر دیا کہ یہ لشکر اسلام کیوں کر اس پر انبوه لشکر میں گھس پڑا۔ اور کہہ دیا کہ اسے پادشاہ کا مسلمان ہونے کے ہاتھ میں گرفتار ہونا محال در محال بات تھی۔ عزم مار پکڑ کا ایک شور مچا اور لشکر کفار دریا کے طرح دفعتاً اٹھ اٹھا۔ اس عرصہ میں خالد نے تلوار کھینچ لی کہ پادشاہ قنسرین کو قتل کریں وہ اس پر ہنسنا۔ خالد نے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ تیرے لئے ہنسنے کا کوئی موقع تھا؟ اس نے جھاگ کر کہا کہ اگر آپ مجھ کو مار ڈالو تو آپ اور آپ کے ساتھی جتنا شمار بمقابلہ ہماری فوج کے آئے ہیں لوں کے مقدار بھی نہیں ہے۔ قید ہو جائیگی۔ اگر آپ اپنی سلامتی چاہتے ہو تو مجھ کو مار دیں اگر مجھ کو باقی رکھو گے تو آپ بھی باقی رہو گے۔ غرض یہ سن کر آپ نے مصلحتاً تلوار کو نیام کر لیا۔

حاکم حموریہ نے جب مسلمانوں کی یہ بے جگری اور جانبازی دیکھی تو سخت گھبرایا۔ اور جبکہ کو مسلمانوں کے فہمائش کیلئے روانہ کیا۔ جب جبکہ مسلمانوں کے نزدیک آیا اور ان کو بہت کچھ ڈرایا دھمکایا کہ دیکھو تم لوگ تعداد میں نہایت کم ہیں اور چونکہ حاکم قنسرین تمہارے قید اور قتل میں ہے اس لئے تم نے تمہیں ہاتھ رکھا ہے ورنہ تم بے تکلف تم سب کو مار ڈالتے۔ بہتر ہے کہ تم اسکو چھوڑ دو۔ ورنہ سخت کٹاؤ گے۔ خالد نے کہا کہ ہم تو مرے کو وصال جانتے ہیں اور میں تو اسکو قتل ہی کر دوں گا۔ اس کے بعد مجھ کو موت کا کوئی خوف نہیں ہے۔ ہم تو شہادت کے آرزو مند ہیں یہی

یہ تقریر سن کر حاکم عمور یہ سخت برہم ہوا۔ الحاصل لشکر کفار سے پانچ سواری نکلے اور
 ادھر سے بھی پانچ مجاہدین مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے اور ایک ایک مجاہد نے
 ایک ایک اپنے مقابل کو مار ڈالا پھر جیلہ سے مع رفا مسلمانوں کے لشکر پر حملہ کر نیکا
 ارادہ کیا تو عبدالرحمن نے مقابل ہو کر ایک ایسی ضرب تلوار کی لگائی کہ اس کا خود
 کٹ کر سر زخمی ہو گیا۔ پھر جیلہ نے تلوار جو چلائی تو آبچا شانہ زخمی ہوا۔ خالد کو
 یہ حال دیکھ کر بہت غصہ آیا۔ اور آپ نے جھجھکا کر حاکم قنسرین کے اوس وقت
 دو ٹکڑے کر دئے۔ یہ دیکھتے ہی لشکر کفار مسلمانوں پر ایک دم آندھی کے طرح
 ٹوٹ پڑ۔ الغرض یہ دنل موحدین خدا پرست دشمنوں کے نرغے میں گھر گئے تھر
 اور لڑائی ایسی سخت تھی کہ ہر مخالف کا یہ قصد تھا کہ ان میں سے ایک مسلمان بچ کر
 پائے۔ رافع کا بیان ہے کہ میں نے خالد سے کہا کہ بہائی غائب ہوں لوگ
 اس وقت قضا کے منہ میں ہیں اس انبوہ میں ہمارا بچنا محال نظر آتا ہے۔ خالد نے
 کہا کہ مجھ سے بھی ایک غلطی ہو گئی ہے یعنی وہ کلاہ جس میں بھڑت کے گیسو مبارک
 سے ہوئے ہیں آج میرے سر پر نہیں ہیں مجھ میں اوسکو سر پر رکھنا بھول
 گیا۔ اس کے برعکاس میں کہ مجھ کو یہی شمع ہوا کرتی تھی شاید امت کی قضا کی وجہ
 میں اوسکو بھول گیا۔ بہر حال یہ حدود چند مسلمان بڑی سختی اور امتحان میں
 مبتلا تھے کہ وقتا فوقت سے یہ آواز دی۔ خذوا لآمن و نصرا لخاصہ لما یات
 حَمَلِیَہُ الْفُرْآنِ سَآءَ لَکُمْ الْفَرَجُ مِنْ رَبِّ الدَّحْمَنِ وَنَصْرَکُمْ عَلٰی عِبَدِکُمْ الصَّلَآتِ
 ترجمہ: بخوار ہوئے بلے دربار اور فتح پائے اللہ سے دُرے دُرے + اسے
 قرآن کے حاملو آئی تمہارے لئے کشائش کار خدا سے تعالیٰ کے طرف سے
 اور مدد دی اوس شخص غم کو صلیب کے بندوں پر + مسلمانوں کو اس نبی
 بشارت سے کمال طمانیت ہوئی اور خوب ہی بہادر کیے جو ہر دھمکے سے

ابو مسلم روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو عبیدہؓ کے مقام شیر زمین تھے کہ وہ دفعتاً شب کے وقت اپنے غیمہ سے نکل آئے اور مسلمانوں کو ندا کی کہ **الْفَتْحُ الْفَتْحُ فَتَحُوا بِفُتُوحَاتِ الْوَحْدَانِ** ترجمہ۔ اے بہادر و چلو چلو کہ موحدین اسلام گھیر گئے ہیں۔ پس ہم بے ستحاشان کی طرف دوڑے اور پوچھا کہ آپ کو کیوں کہہ معلوم ہوا کہ کہا کہ میں سورا تھا کہ ایک ناکہ حضرت حمت عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور مجھ کو گایا۔ پھر ارشاد فرمایا۔ **يَا ابْنَ الْجَرَّاحِ اَتَيْتَ اَمَّ عَنْ كُفْرٍ قَوْمِ الْكَرَامِ فَهَمَّ وَالْحَيُّ بِنَا لِي فَقَدْ احاطَ بِهِ الْيَاسُ فَاَنْتَ تَلْحَقُ بِهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِمَشِيَّتِهِ** الْعَالَمِينَ ترجمہ۔ اے ابن جراح کیا تم سوتے ہو اور قوم بزرگ کی مدد سے غافل ہو۔ چلو اور تمہارا خالہ منے جاو۔ پس تحقیق ایک قوم ناقص نے انکو گھیر لیا ہے۔ اور تم پہنچ جاؤ گے تحقیق پروردگار عالم کی مشیت سے اور اس پاس۔ جب مسلمانوں نے یہ بشارت اور حکم سنا تو جلد گھوڑوں پر سوار ہو کر اس کے بڑے تھے کہ ایک سوار نظر پڑا جو تیز تیز گھوڑا ڈالے ہوئے جا رہا تھا۔ ہر چیز کہ ہم بھی گھوڑے دوڑا کر اس سے ملنا چاہا مگر وہ ہوا سے باتیں کر رہا تھا ابو عبیدہؓ نے کہا کہ شاید یہ کوئی فرشتہ ہو۔ جو مسلمانوں کی مدد کے لئے جا رہا ہے۔ ابو عبیدہؓ نے بہ مشکل اسکو بچا کر روکا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ خالدؓ کی بی بی ام مثمینہ تھیں۔ آپ نے پوچھا کہ اے ام مثمینہ بھلا۔ تم کدھر نکلے۔ کہا کہ مجھکو خبر ملی کہ خالدؓ قتل ہوئے تھے پھنس گئے ہیں۔ تو مجھ کو حیرت ہوئی کہ یہ نہادر بات ہے اور خالدؓ کو گلیسا معاملہ پیش نہ آیا وہ ہمیشہ فاتح و منصور و مظفر رہے دفعتاً مجھ کو لوٹکی کلاہ نظر پڑی کہ گھر کے طاق میں بڑی ہے اسی وقت مجھ کو یقین ہوا کہ بیشک یہی باعث ہے کہ وہ آج اس سختی میں مبتلا ہیں۔ پس اسکو لئے جاتی

ہوں کہ ان کو پہنچا دوں ابو عبیدہؓ نے ان کو دعا دی اور آگے بڑھے۔ ائمہ
جب قریب لشکر کفار کے پہنچیں تو دیکھا کہ مخالفین کی تلواریں اور نیزے بلند
ہیں اور انھوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا ہے۔ غرض بمشکل تمام داؤد شجاعت
و مکر لشکر کو چیر چاڑھ کر خالدؓ کے قریب ہوئے۔ خالدؓ نے پوچھا تو کون ہے۔
اسے بندہ خدا جاہل احمق متیم! میں تمہاری زوجہ ہوں۔ اور کھانا آپ کے سپرد
رکھ دیا۔ سپرد رکھنا ہی تھا کہ گیسوئے مبارک سے ایک نوز بھلی کی طرح
چمک کر نکلا۔ پھر آپؐ نے کفار پر ایسا سخت حملہ کیا کہ ان کے سپرد رکھنے
ایسے میں مدد کو آئے ہوئے مسلمانوں نے تکبیروں کی آواز بلند کی۔ محصور مسلمانوں
نے سمجھا کہ خدا نے تعالیٰ کی طرف سے مدد آگئی ہے پھر کیا بوجھنا تھا کہ اللہ
تعالیٰ دے اور زندہ لے یہہ ماروہ مارا آخر لشکر کفار تتر تتر ہو گیا مسلمانوں
نے تقاب کے بہتوں کو قتل کیا اور ہزار ہا زخمی ہوئے اور حسب ذیل کے
ان سب کو اسیر کر لیا۔ اس کے بعد سب مسلمان جنگ سے فارغ ہو کر حضرت
ابو عبیدہؓ کے نشان کے نیچے جمع ہوئے اور باہم سلام علیک کی مصافحہ
کیا۔ اور شکر الہی بجالائی۔ پھر وہاں سے قنسرین کے طرف روانہ ہوئے۔
قنسرین والوں نے فوراً صلح کر لی۔ ابو عبیدہؓ نے فتح کے بعد جزیرہ مال غنیمت
کا خمس مدینہ طیبہ کو حضرت امیر المومنین سیدنا عمرؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔

نوٹ۔ ہر چند کہ آج کل جلد باز بے علم جنٹلمین ان بیانات کو مبالغہ سمجھیں گے۔
مگر جب ان کو صحابہ کرام کے ایمانی یقین اور قوتوں کا حال معلوم ہوگا تو اس وقت
ان کا رد ایوں کو ان کے اولوالعزمیوں کا ایک عشر شیریں نہ تصور کریں گے بشرطیکہ
انھیں ایمانی عینک نصیب بھی ہو۔

یرموک کے جنگ میں ساٹھ غازیان اسلام نے ساٹھ ہزار کفار روم سے مقابلہ کر کے فتح پائی عجیب واقعہ

محققین ارباب سیر و تواریخ کے پاس ثابت ہے کہ یرموک کے مقام پر
دو بار جنگ عظیم ہوئی پہلی جنگ اول سے جنگ دوم اعظم تھی۔ بار اول حضرت ابو بکر
صدیقؓ کی خلافت میں بار ثانی عمر فاروقؓ کی خلافت میں دوسرے بار کی جنگ
پے درپے لگتی رہی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی کافروں پر
غالب کیا۔ اور صحابہ کرام سے لیری اور جوان ہمدی سے ایسے ایسے کئی
ظہور میں اسے کہیں جہنم زمانہ دیکھتے نہ تھے اور ایسا واقعہ غلیم کسی نے کبھی سنا بھی نہ تھا
کہتے ہیں کہ جب جنگ تیسریں سے شکست فاش کھا کے بھاگ نکلا ہر قل کے
پاس گیا تب ہر قل نے اپنے ملک کے حاکموں سے باہان کو جویرین کا بادشاہ
تھا پسند کر کے اس کے ہمراہ ایک لشکر انبوه کر دیا اور جبکہ کوہی خلعت وغیرہ دیکے وہ
عروب متفرقہ کے رخصت کیا اور وہ تمام عرب مقدمہ ساٹھ ہزار سوار تک ساتھ
جبلہ کا لشکر مقدمہ الجیش تھا جب یہ ہر دو لشکر مقام یرموک پر پہنچے تو ترے تو لوگ
اسکو دیکھ کر حیرت کرنے لگے کہ میدان کا عرض طول چھ فرسخ تک انھیں لشکروں
گھر گیا۔ لشکر اسلام ہی اسی مقام پر آ کے نزول کیا۔ فریقین کے مابین تین سو
کا میدان جنگ کے واسطے خالی چھوڑا گیا۔

جب حضرت ابو عبیدہؓ کی نظر دشمنوں کی کثرت پر پڑی تو فرمایا۔ للاحول ولا
قوة الا بالله العلی العظیم۔ ربنا افزع علینا صبرا وثباتا اقدامنا والنصر

علی القوم الکافرین ڈاسد رجب پر آپ کو اور مسلمانوں کو خدا کی مدد پر بھروسہ تھا
 کہ کچھ بھی کفار کی کثرت و تعداد کا اندیشہ نہ ہوا۔ بہر قتل نے ایک ایسی طرحی کو بایمان کے
 پاس روانہ کیا اور کھلا بھیجا کہ اول ابو عبیدہؓ سے صلح کا پیام کر۔ کہ اگر آپ صلح پر راضی
 ہوئیں تو جابیہ سے جواز تک جو ملک ہے آپ ہی کے قبضہ میں رہے گا۔ بایمان
 نے جبرہ حیر کو ابو عبیدہؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور بہر قتل کے صلح کا پیغام کھلا
 بھیجا۔ مگر آپ صلح پر راضی نہ ہوئے۔ پھر بایمان نے جبکہ کو آپ کے پاس روانہ کیا آپ نے
 اوسکا بھی کہنا نہ مانا اور وہ مایوس ہو کر اپنے لشکر سے جا ملا۔ خدا کی تلوار خاندن
 حضرت ابو عبیدہؓ سے عرض کیا کہ جبکہ کے ساتھ عرب سنفرہ ساٹھ ہزار سوار
 اور ہمارے قیس ہزار۔ اب میں چاہتا ہوں کہ لشکر اسلام سے صرف تیس ہزار
 کو چین لون اور اوس ساٹھ ہزار سے مقابلہ کروں تاکہ نصرت آباؤی جو مسلمانوں
 کی یاور ہے ظاہر ہو جائے اور اگر اس حملہ میں جبکہ مارا جاوے تو پھر بایمان کے لشکر
 پر ہمارا عرب پر جاسے گا۔ بہ بات سنکر سب کے سب حیران ہو گئے۔ ابوسفیان
 نے جناب خالدؓ سے کہا۔ اسے باسیلیمان اس صورت میں ایک مسلمان دو ہزار
 کافر کے مقابل ہوتا ہے میری رائے یہ ہے کہ ساٹھ غازیوں کو آپ چن لیں
 تا ایک سو من ایک ہزار کافر کے مقابل میں عشرے جناب ابو عبیدہؓ نے بھی اس
 رائے کو پسند کیا۔ تب خالدؓ نے ساٹھ ہزار عرب اور شیخان بے نظیر کو انتخاب
 کیا۔ ان میں اکثر صحابہ انصار سے تھے۔ ابو عبیدہؓ نے حکم کیا کہ آج کی شب تم اپنا سامان
 و سامان ہتھیا کر لو۔ کل علی الصبح تو گلا علی اللہ جنگ کرنا ہو گا پس ساٹھ مجاہدین
 نے جہاد کی خوشی میں تمام شب تہلیل و تسبیح و عبادت و ریاضت اور جہاد نفس میں
 بسر کی کہتے ہیں کہ جب صراحت اپنے جیسے میں باہتیار اس نے بہن خولہ کو
 رخصت کی تو خولہ نے کہا کہ اے میرے بہائی آج تمہارے رخصت مجھے ایسی

معلوم ہوتی ہے کہ گویا پھر ملنے کی امید نہ ہو ضرر اٹھانے پھر سب احوال ظاہر کیا
 خولہ روئے لگیں اور کہا کہ اے بہائی خولہ بھی آپ سے جدا نہ ہوگی اور اپنی جان کو
 راہ خدا میں صرف کرے گی۔ پس ابو عبیدہؓ نے سب مسلمانوں کو ہمراہ لیکر نماز
 صبح ادا کی جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی سب مجاہدین گھوڑے پر سوار ہوئے
 ابو عبیدہؓ سب کے پیچھے تھے اور اون کے ایک طرف زبیر بن العوام اور اون کے
 ساتھ اون کی زوجہ اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ تھیں۔ اور دوسرے طرف عبدالرحمن
 بن ابی بکر صدیقؓ تھے اور بنی اسما نے اون کی سلامتی کے لئے دعا کی اور اپنے
 برادر عبدالرحمن سے کہا کہ اے بہائی یہ زبیر بن العوام رسول خدا علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کے پھوپھی کے بیٹے ہیں کفار پر حملہ کرتے وقت تم ان سے جدا نہ ہونا
 اور حقہ المقدور ان کی حفاظت میں کوشش کرنا۔ القصہ جناب خالد اس فوج
 کے درمیان تھے پس سب کو ہمراہ لئے ہوئے میدان میں آئے جب نے جب ان کو
 دور سے دیکھا یہ گمان کیا کہ یہ لوگ جو تھوڑے سے ہیں ہماری کثرت فوج سے
 گھبراہٹ کے شاید مصالحت کر نیکی لئے آتے ہیں جب نزدیک ہوئے تو خالد آگے
 بڑھے اور پکارا کہ اے صلیب پرستو اب میدان میں آؤ اور جنگ کرو۔ جب
 حیران ہو گیا اور سمجھ گیا کہ ان میں سے کوئی ہمارے ہاتھ نہ بچے گا۔ پس ہر دو
 جانب سے تیرہ بازی اور شمشیر زنی آغاز ہوئی۔ جب لڑائی گرم ہوئی تو خالدؓ
 اپنے گھوڑے اترے اور مرثال بن ہاشم بھی پیادہ ہو گئے کافروں نے ان کو گھیر
 لیا۔ مگر دونوں غازیوں نے فیر کے ماتر حملے کئے ہر حملے میں کئے کا فر مارتے
 گئے۔ زبیر بن العوام اور فضل بن عباس ان دونوں سے دشمنوں کو دور کر کے
 اور ان کو بچانے میں مصروف تھے فضل بن عباس لگا کر کہتے تھے کہ اے
 نصرانی کتو دور ہو۔ اصحاب رسول مقتول سے بین شہسوار ابن عم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ پھر خالد اور مرقال رضی اللہ عنہما کے ہاتھ سے جو بہت سے
 کفار مقتول ہو گئے۔ تائید ربانی نے عجیب عجیب کرشمے دکھلائے کہ خالد کے
 کوئی مقابل نہیں ہو سکتا تھا۔ عباد بن القامت سے منقول ہے کہ فضل
 بن عباس جب حملہ کرنے شروع کئے تو میں شمار کر رہا تھا۔ کہ میں اچھے
 کئے اور ہر ہر حملہ میں ایک سوار کو قتل کرتے۔ تھے غرض صبح سے غروب
 آفتاب تک جنگ ہوتی رہی آخر جلد کا لشکر تاب نہ لا کر بھاگنے لگا اور
 صحابہ کرام نے بہ آواز بلند لاکارا۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
 لہ لا الملائک والحمد وھو اعلیٰ کل شئی قد یروہ جناب خالد جو دشمن کے
 لشکر میں چلے گئے تھے دیر ہوئی کہ نظر نہ آئے تو مسلمانوں کو آپ کے ماریچکا
 گمان ہوا۔ اس لئے ایک قلق و اضطراب میں تھے۔ خصوصاً حضرت ابو عبیدہ
 بہت مضطرب ہو گئے تھے اور یوسفیان آپ کو اطمینان دے رہے تھے کہ خالد رضی
 اللہ عنہ خدا کی امان میں ہے ایسے میں خالد نفوذاً وسط معرکہ سے باہر آئے اور
 بہت تشنہ تھے ابو عبیدہ اور سب مسلمان آپ کو دیکھ کر شکر الہی بجالائے
 خالد نے اپنے ساتھیوں کو تلاش جوگی تو دیکھا کہ صرف بیس مجاہدین ہیں در
 باقی تقریباً آتے خالد کو انکا بڑا ہی درد لاحق ہوا سو آپ اپنے مشیر
 طمانچہ مارے اور کہتے تھے کہ تو نے مسلمانوں کو ہلاک کیا قیامت کے
 دن بازگا الہی میں کیا عذر لائے گا۔ ابو عبیدہ نے پوچھا کہ تمہارا یہ کیا حال ہے
 خالد نے کہا اے سردار چالیس مجاہدین کم ہیں از انجملہ زیرین العوام اور فضل
 بن عباس ورجائز اور ایضاً در فلان فلان نظر نہیں آتے۔
 ابو عبیدہ نے آیت استرجاع پڑھی۔ اور شعلین روشن آسماں کو ڈھونڈ
 نکلے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ غنائی لشکر جلد کے پانچ ہزار آدمی مرے پڑے ہیں۔ اور

صحابہ کرام سے دشمن آدمی شہید ہوئے ہیں۔ ابو عبیدہؓ نے کہا کہ ممکن ہے کہ اتنی
اصحاب کو یا کفار نے قید کر لیا ہے یا خود وہ دشمنوں کے تعاقب میں ہوں گے
اور یہ دعا کی۔ اللہم امن علینا بالفرج ولا تفجعنا بآبن عمہ بنیہک ولا
بآبن عمہ الفضلؓ مترجم یعنی یا اللہ احسان کر تو ہم پر کشتہ و کار سے اور نہ
غمگین کر تو ہم کو اپنے نبیؐ کے بھو بھیرے بہائی اور چھپرے بہائی کے سبب سے
پھر ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ اے مسلمانوں کون ہے تم سے کہ دشمن کے قدموں کے
نشان کا پیچھا کرے اور اپنے بہائیوں کی خبر لائے اور اللہ تعالیٰ سے بڑے
اجر کا مستحق ہو۔ جناب خالدؓ کہنے لگے کہ میں جاتا ہوں۔ ابو عبیدہؓ نے کہا کہ
آپ یہ کام مت کرو کیونکہ آج بہت شکے ہوئے اور نہایت مشقت اٹھائے ہوئے
ہو۔ خالدؓ نے کہا واللہ میں اپنے بہائیوں کی جستجو میں ضرور ضرور جاؤں گا۔
پھر اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور جازم بن جبر کے گھوڑے پر سوار ہوئے اس
گھوڑے کا نام ہرطال تھا۔ تیز روی میں ہوا سے باتیں کر رہا تھا۔ اور خالدؓ کے
ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی نکلی۔ یہ لوگ بہت دور نہیں گئے تھے
کہ دفعتاً تکبیر کی آواز آئی اور اونٹوں نے بھی تکبیر و تہلیل سے اسکا جواب دیا
پس دیکھا کہ جماعت غازیوں کی لوٹ کر آرہی ہے۔ ان کے آگے آگے
زبیر بن العوام اور فضل بن عباسؓ اور مرقال بن ہاشم تھے۔ جب خالدؓ نے انکو
دیکھا تو سلام کیا اور مرحبا کہا اور پوچھا کہ کیا حال ہے تمہارا۔ اونٹوں نے
کہا کہ ہم میں سے چند لوگ قیدی ہو گئے سوائے رہائی کے ارادے سے ہم نے
کافروں کا پیچھا کیا لیکن ان کا پتا نہ لگا۔ اغلب ہے کہ وہ مارے گئے ہوں
جناب خالدؓ نے فرمایا کہ نہیں مارے گئے بیشک قید کئے گئے ہیں زبیرؓ
بن العوام نے پوچھا کہ یہ بات کیوں کر معلوم ہوئی۔ خالدؓ نے کہ ہم نے

جنگ کے میدان میں تلاش کر کے دیکھا تو دس آدمی سے زیادہ کسی کو شہید نہ پایا اور ہم بیس بیس اور تم پچیس تو بس پانچ ہی شخص قید ہو گئے ہیں اور وہ یہی ہیں یعنی رافع بن عمر، عتہ الطائی اور صرار بن الازور اور ربیعہ بن عامر اور عامر بن عمر اور یزید بن ابی سفیان۔ پس یہ اسیر کیا معاملہ مسلمانوں پر سخت گران گذرا۔ جناب ابو عبیدہ اپنے گھوڑے کی زین نئی سجدہ کیا اور خالد نے کہا اے مسلمانوں واللہ میں نے اپنی جان کو اللہ خرچ کیا لیکن مجھ کو شہادت نصیب نہ ہوئی۔ پانچ آدمی جو تم میں سے اسے ہو گئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کی رہائی خود میرے ذمے ہے پس سب مسلمان بنے تھے اوس رات کو بہت ہی خوشی اور شکر و سپاس الہی میں فیر کیا اور مشرکین بہت ہی درود و غم میں مبتلا رہے اور باہان نے جبلہ کو بلوا کر لڑائی کا حال اوس سے دریافت کیا۔ جبلہ کہنے لگا کہ اے بادشاہ صبح سے شام تک لڑتے رہے جب رات آئی ایک ایک بیکار بنے والے نے بیکار ہم سب متفرق ہو گئے اور بہت لوگ مارے گئے۔ اس میں کوئی شک شبہ نہیں کہ مسلمانوں کو تا بد غیب سے پہنچتی ہے۔ آسمانوں کا مہیو تو ان کو ہمیشہ غلبہ دیتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو ان کے صرف ساتھ آدمی ممکن ہی نہ تھا کہ ہمارے ساتھ ہزار کے ساتھ مقابلہ کرتے اور فتح پاتے۔ بھلا یہ کوئی عقل بین آئی کی بات ہے۔ باہان نے کمال ندامت و خجالت کے مارے غصے میں آنکر کہنے لگا قسمی صلیب کی میں گل ضرور ان سے مقابلہ کروں گا اور ان پر سخت حملے کر کے شکست دوں گا۔ مگر جبلہ ایک حقارت آمیز قسم اور کچھ غصہ کئے بیور کے ساتھ وہاں اٹھ کر چلا گیا۔

واقعہ

لکھا ہے کہ ایک بڑا ہی عالم نصرانی عبدالمسیح نام جسکی عمر ساڑھے تیس سو
 سال کی تھی۔ جو بڑا ہی عاقل و فصیح تھا۔ جب خالد بن ولیدؓ کے حضور میں آیا اور مسیح
 کی گفتگو کرنے لگا تو اس کے ہاتھ میں آکھو ایک کاغذ کی پوریا نظر آئی تو آپؐ نے
 پوچھا کہ یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ اس نے کہا زہر۔ پوچھا یہاں کیوں
 لایا۔ کہا کہ میں اپنے قوم میں نہایت ذی عزت و منزلت آدمی ہوں اور
 میری عمر طویل بڑے ہی اعزاز و اعتبار کے ساتھ بسر ہوئی ہے۔ پس میں نے
 ارادہ کر لیا ہے کہ خدا کو آستہ آپ کے دربار میں اگر میری کوئی ذلت ہو تو فوراً
 اسکو کھالوں پھر قوم کو اپنا منہ نہ دکھاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ بھلا میں بھی تو دیکھوں
 کہ زہر کیسا ہوتا ہے۔ اس شخص وہ پوڑیا آپ کو دیدی۔ آپ نے اسی وقت بسم
 اللہ خیر الاسماء۔ بسم اللہ سر بلالارض و درج السماء۔ بسم اللہ خالق الخلق
 من السماء بسم اللہ لا یضرنا مع اسمہ شیء فی الارض و لا فی السماء ۵
 پڑھا اور بے تکلف وہ زہر کھالیا۔ بجز اس کے تھوڑی دیر کے لئے آپ کو غش آگیا
 اور جین عرق آلود ہوئی۔ بعد اس کے موش آگیا اور معمولی کاروبار میں مشغول
 ہو گئے۔ یہ کیفیت جو عبدالمسیح نے دیکھی تو بس اس کے ہوش اڑ گئے اور غن دریا
 حیرت ہوا۔ اور پھر اپنی قوم میں جا کر ساری شبیم و یکسبت بیان کی اور کہا کہ یہ
 لوگ نوع انسان سے نہیں معلوم ہوتے زہر قاتل جب حق میں آب حیات کے
 گھونٹ میں تو بھر کوئی ان سے کیونکر مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ وہ زہر عالمی تھا
 کہ اس سے تھوڑا بھی لگے ایک ہفتی کو کھل دیا جاتا تو وہ بے وقفہ ڈھیر ہو جاتا مگر خدا
 پر اسکا کچھ بھی تو اثر نہ ہوا۔ پس بہتر ہے کہ تم اس قوم کی اطاعت کرو۔ ایک
 روایت میں یہ بھی ہے کہ عبدالمسیح اس گرامت کے معائنہ کے بعد مشرف اسلام
 ہو گیا۔ مسکین زانہ ہذا یقین ہے کہ اس واقعہ کا اعتبار نہ کریں مگر میں انکو سنجہ

و کرامت کا یقین نہیں دلاؤ لگا۔ بلکہ یہ کھون لگا کہ صاحب فن طبابت سے اگر تم واقف ہو گے تو سمجھ لو گے کہ ایڈیوسن کرسی بھی ایک طبیعت ہے جس کے اثرات میرات معمولی طبایع کے خلاف ہوتے ہیں۔ پس انسانی طبایع مخزن عجائبات و غریب ہیں اور صدیاً واقعات ایسے گزرے ہیں دیکھو فن طبابت کے جرنلس میں نے بعض پٹھان بھائیوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہمارے اجداد میں فتحان نامی ایک بزرگ ہوئے ہیں یہی لفظ ہوتے ہوئے پٹھان ہو گیا اور محکوم اسکا ثبوت یوں ملا ہے۔

واقعات

جنگ دمشق جو بہت بھاری جنگ تھی۔ جسکی فتح سیف اللہ حضرت خالد بن ولید کے پرزور ہاتھوں پر ہوئی ہے۔ عین جنگ میں قوما نے دعا کی اور مسلمانوں پر شیخون گرا اور حکم دیا کہ سب مسلمانوں کو مار ڈالو اور کسی کو امان مت دو۔ جب کفار کی وادیں لیکر ویش کی بلند ہوئیں تو مسلمان جو غافل سو رہے تھے بیدار ہو کر سنبھل گئے اور دشمنوں کے پہنچنے سے پہلے پیش قدمی کر کے ان سب کو نیرخون اور تلواروں پر رکھ لیا۔ غرض خالد بن ولید پر فزوش تھی اس غل غلا طے کو جو بیعت اور اچانک ہو رہا تھا سنگر سمجھ گئے کہ دغا باز کفار نے کچھ نہ کچھ فریب کیا ہے اور مسلمانوں پر غیبت کی حالت میں جا کرے ہیں آپ گھبرائے ہوئے فریاد کرنے لگے۔ وا غوثا و اسلاما و محمدؐ۔ قسم ہے رب کعبہ کی اس قوم نے مجھے فریب کیا۔ الہی خود کیا ان کی طرف اور نصرت دے مسلمان کو۔ پھر فتحان بن زید بن طہانی اور عدی بن حاتم طہانی کو بلوا کر کہا کہ تم میری جاسے برہم وادربال چون کی حفاظت کرو پھر زرہ پٹھان کی نصرت بلوائی۔ اور چار سو سوار کو ہمراہ لیکر جلد سوار ہو کر چلے رقت کی وجہ سے آپ کے آسنو جاری تھے اور قتال گاہ پر پہنچ کر کھیروں کے دل ہلا دینے والے

آوازوں کو بلند کیا اور لکھا کر کہا کہ بشارت ہو مسلمانوں کو تمکو خدا نے تعالیٰ نے ان کفار کے فریب سے بچالیا اور مجھ کو تمہاری مدد کے لئے بھیجا ہے۔ مین کافروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ مین خالد بن ولید ہوں پھر آپ نے نامی نامی ان کفار کو تہ تیغ کیا اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا اس شب مین شرجیل بن حسنہ صوفیہ کے مقابل ہو گئے تھے اور بڑا ہی سخت مقابلہ رہا پھر وہ بھاگا۔ بی بی ام ابان جس نے ایک معرکہ مین اپنے شوہر کے بدلہ مین تو ماکی آنکھ پوڑ ڈالی تھی اُس شب مین بہت سے کافروں کو مار ڈالا۔ یہہ رات نہایت سخت تھی۔ اودھر سے حضرت ابو عبیدہؓ بھی مدد کے لئے آن پہنچے۔ ضرار نے حامل اپنے ہاتھ سے ڈیڑھ سو کفار کو فی النار کیا۔ خالد نے اس معرکہ مین ایسی بہادری دکھائی کہ کبھی ایسا اتفاق سابق مین نہ ہوا تھا۔

تو ما کو اسکی قوم نے سخت ملامت کی کہ مجھے تجھ کو آگے ہی کہا تھا کہ مسلمانوں سے صلح کر لے مگر تو نے ہماری بات کو نہ مانا اور ہم کو ہر طرح ذلیل و خوار کیا اس نے اُسے معذرت کی اور ہر قل سے مدد طلب کی۔ مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی مسلمان نے کہا یہ تیرا فریب ہے۔ اس کے بعد ایک ونی بوڑھے عالم نے اپنے قوم کو نصیحت کی کہ اگر تمہارا بادشاہ دنیا جہان کی فوج بھی جمع کر کے مسلمانوں سے مقابلہ کریگا ہرگز ہرگز اُن پر فتح نہ پائیگا کیونکہ اُن کے پیغمبر نے اُن سے فرما دیا ہے کہ انکا دین سب دنیوں پر غالب آجائے گا۔ پس تم حلیہ خوبی چھوڑ دو اور بہر صورت ان سے صلح کر لو۔ قوم نے اس عالم کی باتیں جو سنیں تو بہت ہی خوش ہوئی اور کہا کہ ہم ہرگز تجھ ایسے مقدس تجربہ کار کی بزرگ سے کا خلاف نہ کریں گے پھر صلح پر آمادہ ہو گئے۔ اُس بزرگ قحطی نے کہا کہ وہ سردار جو شرقی دروازہ دشمن پر ہے جسکا نام خالدؓ ہے جس کے نام سے بڑے بڑے بہادروں کے ہاتھ سے تلواریں گر پڑتی ہیں اور بدنون مین رعنہ پڑ جاتا ہے اوس کے پاس مت جاؤ بلکہ دروازہ جابیہ پر ایک دم

رحمہ دل ہے جس کا نام ابو عبیدہؓ ہے تم سب اُن کے پاس جاؤ وہ البتہ صلح کو قبول کر لیں گے۔ غرض انہوں نے ایسا ہی کیا اور صلح ہو گئی۔ یہی موقع تھا کہ جہان بخت خاندان نے کہا تھا کہ میں نے اس ملک کو تلوار کے زور سے فتح کیا ہے کیوں نہ بکر صلح کر لوں اور ابو عبیدہؓ نے کہا کہ خیر میں نے صلح کر لی ہے اس لئے کہ مجھ کو یقین تھا۔ کہ آپ اس امر میں مجھ سے مخالفت نہ کریں گے۔ اور اسی شب کو آنحضرتؐ ابو عبیدہؓ کے خواب میں تشریف فرما ہوئے بشارت دی تھی کہ اللیلۃُ تفتح المدینۃ انشاء اللہ تعالیٰ یعنی آج ہی رات میں اگر خدا نے تعالیٰ نے چاہا تو یہ شہر فتح ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یابی داعیِ صدقت یا رسول اللہ۔ باقی تفصیلی کیفیت سیر کے کتب میں ملاحظہ ہو۔

واقعہ عجیب

صبر و استقلالِ موحّدین

پہلی صدی ہجری کا ایک مسلمان عربی سوداگر کچھ اسباب لئے ہوئے مصر کے پیاراؤن سے گزر رہا تھا۔ اگرچہ اوسے ابتداء اسلام کا جوش اوس کے ریگستانی پیارے وطن اور نظریں کھٹے ہوئے کھجورون کے ٹھنڈون کی طرف کھینچ رہا تھا۔ مگر اوسکو دین کی بیش بہا تعلیم ترقی کی امیدیں دلا دلا کر آگے بڑھائے لئے جاتی تھی۔ آرزو میں کامیابی کا عجیب سبز باغ اوسے بلامصر کی طرف سے دکھا رہیں تھیں۔ دل میں کہتا جاتا تھا کہ میرا یہ اسباب اس قیمت پر بیکے گا۔ اور میرے حوصلے سے زیادہ نفع ہوگا۔ چونکہ اطراف شام سے آ رہا تھا۔ لہذا خیال تھا کہ شام کے نادرا شیا مصر میں قدر کے ساتھ لئے جائیں گے۔ اُمراے مصر بڑے حوصلہ مند بھی ہیں نہجے بخوبی اس امر کا موقع ملے گا کہ اوس ہونہار پودھے کی آبیاری کروں جو کہ مکے سے لاکر مدینے میں لگایا گیا ہے۔ میرا بے دولت ملک اور میری

میری مفلس قوم اور میرا غریب دین اس روپیہ سے بڑی تقویت پائے گا۔ اس پر جو
 اور جان تیار قوم سوداگر کو کیا معلوم تھا کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ مگر اتنا معلوم
 ہوتا ہے کہ امیدوں کی دمن میں ہر حیثیت سے اپنے تئیں بامراد تصور کرتا تھا۔
 یقین تھا کہ اس مختصر تجارت کا روپیہ دین اسلام کے بہت کچھ کام آئے گا۔ ہمارا
 سراپا امید تاجر ہینالی بلاؤ پکاتا ہوا اس چھوٹے قافلہ کے ساتھ چلا جاتا تھا جو کبھی
 مصری پہاڑوں کی گھاٹیوں سے نکلتا تھا اور کبھی اونچے ٹیلوں کی آڑ میں آ جاتا
 تھا۔ قوم قبضہ کا کوئی نصرانی رئیس ایک پہاڑی گاٹوں میں رہتا تھا خدائے تعالیٰ
 جانے کیونکر اس سے معلوم ہو گیا تھا کہ جو نیا دین جزیرہ نما سے عرب سے نکلا ہے۔
 اوسید کا پر جوش سیر داس قافلہ میں بھی ہے۔ اوس پر فتن زمانے میں جسے
 اسلامی تہذیب نے ابھی رونق نہیں دی تھی کسی باختیار کے غضب ناک ہو جاتا
 کو اتنا اشارہ بھی کافی تھا اپنے غلاموں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور چھوٹے قافلے پر
 بلاے ناگہان کی طرح اگر قافلہ کے اور لوگوں کا تو خدائے تعالیٰ جانے کیا حشر
 ہوا مگر مورخ کی زبانی ہمیں اس قدر بتا لگتا ہے کہ سب مال و اسباب ان کا
 لوٹ لیا گیا اور وہ عرب مسلمان سوداگر دشمنوں کے پنجے میں گرفتار ہو گیا۔
 موجودہ مورخین جو تعصب کا سارا الزام مسلمان بادشاہوں اور مسلمانوں پر
 کے سر پر رکھے دیتے ہیں اس واقعہ کی آئندہ حالت دیکھ کر شرمین اور اپنی یہ باتوں
 اور نفاق انگیز تحریروں کو واپس لیں۔ یہ مسلمان عرب زنجیروں میں جکڑ کر وں پہاڑی
 کے درمیان بٹھا دیا گیا۔ اوس کی امیدیں اونچے مصری ٹیلوں سے ٹکرایا کوئی
 یقین جو چاروں طرف گھیرے ہوئے تھے اور بڑے ناجائز ظلموں کے ساتھ
 دین عیسوی اوس کے سامنے پیش کیا جاتا تھا مگر وہ اپنے برگزیدہ دین سے
 دست بردار نہ ہوتا تھا جس کی سزائیں یہ معمولی کارروائی روز بڑھتی سستی

کہ ایک تیلہ جو پیغمبر عرب کی جانب منسوب کیا گیا تھا۔ اوس کے سامنے لایا جاتا تھا اور بڑی سبے حرمتی اور بے غرتیوں کے ساتھ دکھایا جاتا تھا۔ اس پر بھی ظالم متعصبوں کا دل نہیں ٹھنڈا ہوتا تھا۔ روز سیکڑوں کوڑے اوس مستقل مزاج دیندار پر پڑ جاتے تھے اور وہ خدا کا نام لے لیکے اس سزا کو بھگت لیا کرتا تھا۔ الفتن انداز انجیلش ٹینس برس اسپر اسی طرح گذر گئے کہ روز پیٹھ پر زور زور سے کوڑے پڑتے تھے اور وہ بیچارہ چلا چلا کر اوس ایک لاشربیک بچانے والے خدا کو پکارتا تھا۔ جو ہر ایک ظالم کی آواز سن لیا کرتا ہے۔ انصاف کیجئے تو یہ مقور جبر نہ تھا مصیبت گھڑی بھر کی بہت ہوتی ہے۔ اور یہاں تو ان مصیبتوں کو جھیلے ہوئے تین برس (اللہ الہی) ہو گئے خدا جانے اُس بہادر نے کس قیامت کا مضبوط دل پایا تھا کہ یہ روز روز کا سو مان روح جھیل گیا۔ آخر خدا نے اوس کی دلسوز آواز سُن لی۔ شاید یہی سبب تھا کہ مسلمانوں کو ملک شام فتح کرنے سے بہت جلد فراغت مل گئی۔ کہ اوس ملک میں جھنڈا لگاڑا کے اون کی فوج کا ایک حصہ روم کی طرف بڑھا اور دوسرا گروہ مصر کو روانہ ہوا۔ اسکندریہ کو فتح کر کے جب عمر بن العاص کے ساتھ وائے جان بشار اسلام آگے بڑھے تو خالد بھی اون کی مدد کو آ پہونچے۔ اگرچہ ملک مصر کی فتح عمر بن العاص کی طرف منسوب ہے مگر اوس حرمان نصیب مبتلائے رنج و محن کو خالد ہی کی تلوار نے نجات دلوائی۔ خالد نجیب سر زمین مصر میں داخل ہوئے تو کسی گرجے کے چند راہبوں نے جو شام سے بھاگ کر بیان آنے تھے، انہیں پہچانا فوراً سمجھ گئے کہ اب ملک مصر بھی چند روز کے بعد ان کے قبضہ میں ہوگا۔ باہم مشورہ کر کے انہوں نے اپنی حفظ و امان کے لئے خالد سے معاہدہ کر کے اون کی اطاعت قبول کی۔ انہیں لوگوں میں سے ایک شخص نے بڑھ کر خالد سے کہا میں تم سے ایک ایسا واقف

بیان کرتا ہوں جسے دریافت کر کے غم بہت خوش ہوں گے اتنا کہا اور اس شخص سے اس مجوس مظلوم کا حال بیان کرنا شروع کیا جو تین برس کے زمانے میں اپنی مستقل مزاجی کا امتحان دے رہا تھا۔ اور کچھ ایسے دلگداز اور جگر خراش لہجے میں بیان کیا کہ خالد اور ان کے ہمراہوں کے لیے اختیار کسوں شکل پڑے۔ الغرض وہ خالد کا رہبر ہوا۔ اور بہادران اسلام اس کے پیچھے روانہ ہوئے تھوڑی مسافت طے کی ہوگی کہ اس گانوں میں پہنچ گئے جہاں ایک مظلوم خدا پرست پر ظلم ہو رہا تھا۔ اتفاقاً خالد عین اس وقت پہنچے جب کہ وہ ظالم کا فرسنگدل نصرانی اپنے بکس قیدی کے سر پہ تلوار لے کر گھبراہٹ سے نکلتا تھا۔ یہ تیر بھر ہی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے محسوس قدم اس سر زمین پر بھی آگئے۔ مگر تو اپنے دین سے نہ باز آنا تھا نہ آیا اب اسکے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے کہ قتل اسکے تیرے ساتھی تیری حمایت کو آئین میں تجھے مار ہی ڈالوں پس اس ایک ہی تدبیر سے تو اپنی سزا کو پہنچ سکتا ہے بہرہ کہے ادھر اس نے اپنی تلوار کو حاکم دی اور اور ادھر اس مظلوم مسلمان نے زور سے پھر اپنے خدا کو پکارا اور تیسری طرف سے خالد تلوار لئے ظالم کے سر پہ آ پہنچے۔ جس گھڑی یہ تینوں واقعے برابر ایک ہی ساتھ ہوئے وہ عجب سماں دیدنی تھا۔ ایسے ہی واقعات امید دن کو بہت بڑی تسلی دلایا کرتے ہیں الغرض خالد نے اس ظالم کو قتل کر ڈالا گیا اور دریا کر نیسے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان قبیلہ طے کا ایک آفت زدہ سوداگر تھا۔ اگرچہ ہمیں اور اس قسم کے بہت سے واقعات مل سکتے ہیں مگر یہ واقعہ چونکہ غیر معروف اور کسی قدر نیا ہے اس لئے غالباً دلون پر زیادہ اثر کرنے والا ہوگا۔ جن لوگوں نے اس جفاکش مظلوم کے قصے کو ابھی دیکھا ہے کوئی اون کے دل ٹٹول کے دیکھے تو معلوم ہو کہ ایک غریب اور بکس کی مظلومانہ زندگی دلون پر

اِس قدر اثر کر جاتی ہے ماسے جب ہم ان مختلف باتوں کا خیال کرتے ہیں یعنی کہ ایک وہ دل تھا جس نے اتنی بڑی مصیبت کا تحمل کیا اور ایک وہ دل تھا جو ایسے مظالم کیا کرتا تھا ایک وہ دل ہے جو یہ تذکرہ سنکے بیتاب ہو جاتا ہے القصہ اس سے کہی باتیں معلوم ہوئیں کہ خالص مسلمان گوانھیں لاکھ کلیفین کیوں بند بجا میں ہرگز ہرگز ان کے ایمانی استقلال میں نہزل نہیں آتا اور ایمان میں عیار کامل اترتے ہیں۔ دوم اگر جو لوگ خدا تعالیٰ پر ہموں سا کرتے اور اوسکیو حافظ و حقیقی سمجھتے ہیں اور ہر واقعہ کو اوس کے حکم سے جانتے ہیں تو بیشک خدا تعالیٰ انکی مدد فرماتا ہے۔ جسکا انکو پہلے سے یقین کامل ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ ہر اسان نہیں ہوتے اور پھر صبر کا نتیجہ نہایت شیرین اور خوش گوار ملتا ہے۔

جناب خالد بن ولید کا عزل و روفا

کہتے کہ جب جنگ حمص کی فتح و نصرت خالد بن ولید کے زبردست ہاتھوں پر ہوئی تو پھر ہر طرف کے لوگ شہر فسیں کی جانب لڑکھڑکتے میں جوق جوق آئے اور مراثم تینت بجالانے لگے۔ ازان جملہ عرب کے صحرا بیان ادیب و شاعر سسی شہت بن قیس کنڈی نے ایک قصیدہ غزالی مدح شجاعت میں لکھ کے گزرا نا۔ جب اس کے لفظوں کی سلاست اور معانی کی بلاغت اور بندش کی چستی نشست الفاظ کی درستی اور فصاحت جو باعث افتخار قوم عرب و راکھا جو ہر ذاتی ہے آپ کے بہت ہی پسند آئی تو خالد نے اس وقت ازراہ قدر دانی و مہمان نوازی کے اس کے صلہ میں اس ہزار درہم اسکو دئے اس پر بعضے حاسدون نے حضرت عمر کی خدمت اقدس میں اس واد کو خلاف واقعہ لکھ بھیجا کہ خالد مسلمانوں کے بہت المال میں حسب منی تصرف کرتے ہیں کبھی ایک شاعر کو دس ہزار درہم دیتے ہیں کبھی لاکھ درہم کے مہر سے کسی عورت کو نکاح میں لاتے ہیں یعنی اس کے آگے خالد نے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد مجاعہ کی بیٹی کو لاکھ درہم

کے مہر سے نکاح کیا تھا یہ بات حضرت عمرؓ کی خاطر میں جاگزین تھی لہذا آپؓ
 خبر سنتے ہی بہت برہم ہوئے۔ اور اسی وقت ابو عبیدہؓ کے نام پر ایک مکتوب
 اس مضمون کا روانہ کیا کہ خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں کے بیت المال میں اسراف
 کو جائز رکھا ہے اور ان کے حقوق تلف ہو رہے ہیں سو تم یہ مکتوب ملاحظہ
 کرتے ہی خالدؓ کو قنبرین سے بلواؤ اور ان کو خدمت سے معزول کر دو اور ان کا نصف
 مال ضبط سرکار کر کے اوجھدینہ طیبہ کی طرف روانہ کر دیجو۔ جب یہ نامہ ابو عبیدہؓ
 کو پہنچا تو آپؓ متردد ہوئے مگر مجبوری اس حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔ پس آپؓ کو
 بلوایا اور حکم سنا دیا۔ ان کا نصف مال لے لیا۔ یہاں تک کہ ایک نعل اپنے لیٹ اور
 دوسری نعل ان کے لئے چھوڑ دی اور ملک فطرۃ خالدؓ کو اس سلوک سے کچھ ہی زردی
 نہ ہوئی بلکہ کمال خوشی سے اپنا نصف مال ابو عبیدہؓ کے سپرد کیا اور کہنے لگے کہ
 میں ان لوگوں سے نہیں ہوں کہ اپنے نفس کی متابعت کر کے امیر المؤمنینؓ کی وجہ
 مخالفت کو جائز رکھوں غرض جب ابو عبیدہؓ نے ان کا آدھا مال ایکے بیت المال میں
 داخل کیا۔ اور خالدؓ حسب حکم مدینہ منورہ کے طرف روانہ ہوئے جب مدینہ کو آئے
 اور خلافت آپؓ کے دربار میں حاضر ہوئے تو حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تم نے
 اس قدر وسعت و ثروت کہاں سے پائی اور یہ مال کس کے ملک سے تھا جو ایک
 شاعر سحر بیان کو مدح کے صلہ میں دس ہزار درہم دیدے۔ خالدؓ نے کہا کہ وہ
 میرے ملک خاص سے جو قبضہ شمشیر و عنایت حلال سے میرا حصہ پہنچا تھا امیر المؤمنینؓ
 نے حکم دیا کہ خالدؓ کے مال کا حساب کریں جب شمار کیا گیا تو اسی ہزار درہم ہو
 تب حکم کیا گیا کہ ساٹھ ہزار درہم انھیں تھے لئے چھوڑ دیں پس ہزار درہم داخل
 بیت المال کریں۔ جب یہ خبر شام و عراق کے امیرون نے سنی نہایت محزون
 و ملول ہوئے اور ملامت میں زبان لھولی کہ ایسے جانناز۔ فاسخ اور سہا در اسلام

کے ساتھ یہ سلوک غرض یہ کام امیر المومنین سے ہرگز واقع کے مطابق نہ ہوا جب
جناب حضرت خلافت مآبؑ ان امرا کے ملال و ملامت سے واقف ہوئے
تو خالدؓ کی عذرخواہی کی اور ولد ہی سے پیش آئے خالدؓ نے کہا اسکا مجھ کو یقیناً
کچھ رنج و ملال نہیں ہے۔ پھر دیار و امصار کے امیرون کو ایسے مکاتیب لکھے کہ
کہ خالدؓ کو ہم نے جو معزول کیا اسکا سبب یہ نہیں۔ کہ ان سے کچھ خیانت ہوئی
ہو یا ہم کو ان کے ساتھ کچھ ناخوشی اور کراہت ہو۔ استغفر اللہ العظیم
لیکن لوگ جب و نکی تعظم و تکبر ہم حد سے زیادہ اور رانگی تیر یقین مبالغہ کے ساتھ
کرنے لگے اور یہ خیال کیا کہ فتح و نصرت صرف انھیں کی قوت و بازو سے ہوتی
ہے۔ تو میں نے خیال کیا کہ قابل عرب کہیں کبہ شہرت و مدح باعث فتنہ نہ بنیں
وہ نیک و بد کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے جانیں۔ نہ خلد بجا روتش خار
نگسدد بے مشتق تارے۔

حضرت عمرؓ کی خلافت سے پانچویں سال خالد بن ولید مرض موت میں
گرفتار ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت آہ و افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے
کہ میں ساہا جنگ و جہاد میں مشغول رہا اور بہت کوششیں بجالائیں اور بہت
آرزو رکھتا تھا کہ شربت شہادت نوش کروں اگرچہ بہت سے زخم تیر و تیر
کے کھاؤ پر وہ دولت میرے ہاتھ نہ آئی خیر مرضی مولا اور اس غازی کج
راہی نے نصیحت یہ کی کہ میرا گھوڑا اور غلام اور ہتیار مجاہدون کو دیدیجئے
کیونکہ میرے پاس جہاد کفار شاعت میں محدود و اعلیٰ کلمہ اللہ سے کوئی چیز
محبوب تر نہیں ہے پھر آپکا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
جب ان کے وفات کے بعد متروکات کا جائزہ لیا گیا تو سو اسے ایک گھوڑے
اور ہتیار کے کوئی چیز نہ باقی گئی۔ جب یہ خبر حضرت عمرؓ پر ظاہر ہوئی تو کمال

تاسف سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ابوسلیمان پر رحمت کرے کہ جہنہ اُسکا حال کے خلاف سنا تھا جواب ظاہر ہوا۔ القصد جناب خالد کا جنازہ اٹھایا گیا تو اون کی بہن فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ اقسو اپنے بھائی کی مفارقت میں بے اختیار آہ و زاری کر رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ ایسے رونے کو جو نہایت مکروہ رکھتے تھے باوجود اسکے آپ فاطمہ کے معترف نہ ہوئے بلکہ آپ بھی گریان و نالان ہو کر فرمایا کہ بنی مغیرہ کی عورتوں کو ہرگز نہیں کہ خالد ایسے فخر قوم کے لئے اپنے آنکھوں سے دریا بہا دیں۔ جب وہ پیر بن چاکٹ کرین اور اپنے رخسار پر نہ مارین کچھ مصافقہ نہیں ہے۔ نقل ہے کہ ایک ن جناب فاروقؓ اعظم نے خالدؓ کی والدہ کو دیکھا کہ اپنے قرۃ العین کی تعریف میں اشعار پڑھ رہی ہیں اور آنکھوں سے اشک کے دریا بہا رہی ہیں دریافت فرمایا کہ یہ عورت کون ہے اور کس کے لئے روتی ہے۔ لو کون نے کھا کہ یہ خالد بن ولید کی والدہ ہے جو اپنے فرزند ارجمند کے غم میں گریان ہے تو آپ نے فرمایا آہ میں نے کسی عورت کو نہیں دیکھا کہ خالدؓ کے ماتہ کسی بہادر فرزند کو جنا ہو۔ رضی اللہ عنہم اجمعین + اللہ بس باقی ہو س۔

خاتمۃ المکتاب

پیارے ناظر! آپ صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسلامی جوش و غلو ہمتی۔ خلوص نیت اور قومی بہرہ ردی میں اپنی عزیز جانوں تک کو نذر اللہ کر نیکی محل حالات کو ملاحظہ فرما چکے کہ اس مقدس اور قابلِ دہ گروہ نے جو ار رسول مقبولؐ وراپنے پیارے وطنوں تک کو چھوڑا اور دور و دراز مقامات مثلاً ارمن جاہد بے ساعراق عجم وغیرہ پر جا کر صرف اشاعت اسلام کی غرض سے جہاد کیا

اور وہیں آسودہ ہو گئے اور انہیں کی بدولت ہم تک اسلام پہنچا۔ اگر وہ ہماری طرح یہ خیال کرتے کہ ہم دوسروں کے لئے اپنی جانوں کو قربان کر دینا کرین۔ جب ہم ہی نہ رہیں تو پھر عالم رہے نہ رہے ہمیں اس سے کیا۔ تو اسلام کا اوس وقت خاتمہ ہو جاتا۔ نہیں بلکہ وہ اس سے خوب واقف تھے اور اچھی طرح جانتے تھے کہ اس دنیا کی زندگی سراب ہے بلکہ عالم خواب۔ پس اس عالم گزشتنی و گزشتنی میں انسان جیسے عمل کر گیا و ایسا ہی دیکھا۔ شمرہ جہان ایدین پائیگا۔ ہمارے نیک اعمال ہاں ہمارے حق میں باقی العا ہوں گے جیسے سلسلہ قیامت تک منقطع نہ ہوگا۔ اور اسی یقین کی بناء پر ان پاک بندوں کی زندگی کو کارہائے ثواب میں صرف کیا۔ اور وہ کونسا کار ثواب ہے جس کا ثواب ایسی ہے یعنی نفع رسائی بہ خلق۔ خواہ وہ روحانی ہو یا جسمانی سے عبادت بجز خدمت خلق نیست۔ بہ بیع و سجادہ و دلق نیست۔ بس سمجھنے والوں کے لئے یہ اشارہ کافی ہے۔ اور ممکن ہے کہ دنیا کا ہر لمحہ عالم عقی کی سجدت کا نعم البدل بن جائے۔ ہاں ہاں ایسا ہی ہے۔

اگر مسلمان عبرت کی نگاہ سے دیکھیں تو دنیا کی بیت ساری چیزیں اسلامی نشوت دولت و عظمت سابقہ کی یاد دلانے والی نظر آئیں گی اور دنیا میں کوئی مصل کوئی مجلس۔ کوئی انجمن کوئی صحبت ایسی نہ ملیگی کہ جہیں ہمارے الو العزم اسلام فدا ہی نہ بزرگان سلف کے اخلاقی یادگارین نمونہ عبرت بن کر ہم حسرت نصیبوں سے فراموشی کا گلہ نہ کرتی ہوں کہ آہ صرف چودہ سو برس میں تم ہمیں بھول گئے حالانکہ ہم بھول جائیکے قابل نہ تھے بلکہ ہمارے الو العزم حرکات و سکنات قابل تقلید یقین۔ کیا اسپن کی عالیشان عمارات کے کھنڈیر اسکا بہت الزہ بیت اکبر دمشق و بغداد کے دارالامارت اور شکستہ مساجد کا سرسبز ہونا۔

آفریقہ کے وسیع پتے ہوئے ریگستان۔ خراسان اور نیشاپور کے مدرسے
 رصد گاہیں۔ مذہبی عمارات۔ اور قبرستانیں۔ ہرات کی خانقاہیں۔ بجاپور کے
 آسمان پسا سلاطین اسلام کی گبندین۔ کونی کی علمی رصد گاہیں۔ بخارا کے دارالعلوم
 کے مکانات چین اور برہما کے خوش وضع اور خوبصورت مساجد۔ دہلی کا اجڑا
 دیار اور اوس کے حمام۔ سنگ سرخ کی شاہی مسجد۔ قطب صاحب کالٹ
 اگر وہ بین تاج کج کار وضع۔ لکھنؤ کی شاہی عویلیان اور امام بارگاہ وغیرہ غرض
 ایسے ایسے عظیم الشان اسلامی یادگارین مسلمانوں کو اپنی موجودہ حالت پر
 شرم و حسرت و افسوس دلانے کے لئے کیا کافی نہیں ہیں۔ اے بے یار
 لوطون رلانے کے لئے عشر خیال سباب ہیں۔ مگر یہ معلوم مسلمانوں کی حلی و
 غیرتیں اور الوالعزمیان کیا ہو گئیں۔ کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ بزرگان
 اسلام کے کارناموں کو پڑھو اور احباب کو پڑھ کر سناؤ اور ان کو فاتح
 خیر سے یاد کرو۔ ہرگز ہرگز نمل اور بے معنی خیالی ناؤ لون کے مطالعہ میں
 اپنی عزیز اوقات کو مفت ضائع مت کرو!!! اور یقین مانو کہ اس تصنیع اوقات
 پر عالم آئندہ میں ہر ایک نفس شہر کو کمال ندامت و افسوس کرنا پڑے گا اور اسکا
 محاسبہ ہوگا۔ اور حق الناس سے تو بہت بچے رہو۔

قوم بھٹانوں کا سلسلہ و تعلق

جبکہ اس رسالہ کے تصنیف کے وقت اس امر کا کھوج رہا کہ آیا ہمارے بھائی بھائی
 جیسا کہ بعضوں کا خیال ہے کیا امر واقعی حضرت خالد خدا کی تلوار کی اولاد میں
 ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ حضرت خالد کی کنیت ابوسلیمان ہے اور بعض اس میں
 سلیمان مغلطے ہیں۔ علاوہ اس کے جنگ دمشق کے مہر کے میں جب لشکر کفار
 نے مکہ و غام سے مسلمان مجاہدین پر ان کو غفلت میں پا کر شجوں حملہ کیا تھا جب

خالد کو اس کی خبر ہوئی تو فوراً مع مجاہدین آپ لیس ہو گئے۔ مگر اس وقت مجاہدین کے
 بچوں اور عورتوں کو آپ نے فتحان بن زید طائی اور عدی بن حاتم کے سپرد کر کے
 فرمایا کہ میرے واسطے تک انکی حفاظت کیجئے۔ ممکن ہے کہ یہی لفظ فتحان آخر
 بدلتے بدلتے بچھان ہو گیا ہو۔ یا سوا اسکے یہ بزرگ جنکا فتحان نام تھا قبیلہ
 حاتم طائی سے ہیں۔ غرض اس کی تحقیق مشکل ہے کہ قوم بچھان کے جد اعلیٰ کون ہیں
 اور انکا سلسلہ کہاں شروع ہوتا اور جانا چاہئے کہ ذات دراصل دو ہی ہیں ایک بنی فاطمہ
 ہیں جو سیادت سے مشرف ہیں۔ دوسرے شیخ۔ مگر بچھان و غلہ قومیت کی
 تمیز کے لئے مقررہ الفاظ ہیں۔ پس ممکن ہے کہ بچھانوں کا سلسلہ حواصل میں
 شیخ ہیں یہ سلسلہ قریش حضرت خالد اور حضرت فتحان پر منتہی ہو۔ جب طرح پر کہ بنی نوع
 انسان کا سلسلہ حضرت آدم پر منتہی ہوتا ہے۔ ماورئی اسکے بہادری سخاوت
 عالی بہتی۔ شرافت ذاتی کے جوہر جو ہمارے بچھان بھائیوں میں موجود ہیں یہ
 صاف طور پر اس بات کا ثبوت دے رہے ہیں کہ یہ قوم ایک اشرف واعلیٰ خاندان
 اسلاف کے ہیں یا وگاہے جبکا ذاتی شجاعت اور اظہار جوہر شرافت پر مدار ہے اب
 اس سے برہ کراد کر گیا ثبوت چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

رحمت بادرد جوہر

اے سبحان اللہ و بحدہ۔ اے جزاکم اللہ۔ اے رحمت خدا کے مخفی مقبول بندو۔
 ہم میں کسکا منہ ہے۔ کہ آپ حضرات کی تعریف کر سکے۔ حق تو یہ ہے کہ آپ ایسے
 مقبول بندگان خاص کی مدح و ستائش میں جسقدر مبالغہ کیا جائے اور شکوہ مبالغہ
 کہنا بیجا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام کی مدح و تعریف عین عبادت ہے جب ہمکو خود اپنی
 ذات کی پہچان نہیں ہے۔ تو پھر جو حق پہنچانیکا ہے وہ اپنی نسبت ہم سے کیونکر ادا
 ہو سکے۔ چونکہ آپ لوگ حضرت رسول مقبول کے صحابہ ہو۔ اور خود رسول مقبول

آپ لوگوں کو جنت کے استحقاق کی بشارتوں سے بار بار ہمیشہ فرمایا ہے اور بیشک مشر
مخبر صادق کا فرمانا حق ہے۔ تو پھر ہم گنہگار آپ کی کیا تلافی کریں۔ اور جو مراتب
اعلیٰ آپ کو عالم علیین میں نصیب ہیں اسکو بخیر نظر بصیرت دیدہ عرفان ایقان کے
معمولی بصارت والے کیا جانیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ارواح مقدسہ پر انوار رحمت
کی بارش برسائے اور آپ کے جاہ و حرمت کی برکات کے طفیل ہم غفلت شعاروں
کو بخشے۔ آمین ثم آمین۔ اللہ اللہ عند ذکر اولیاء اللہ نزل الوحمۃ۔ آپ
حضرات کے تذکرون سے ہماری ایمانی قوتیں از سر نو تازہ ہو جاتی ہیں۔ چونکہ آپ
لوگ بہ حیات جاوید زندہ ہیں اس لئے آپ کا تذکرہ پڑ مردہ دلوں کو زندگی بخشتا
ہے۔ ہر چند زمانہ صد ہا سال آگے بڑھ گیا اور بڑھتا جاتا ہے مگر جب کتابیں یکھی
جاتی ہیں۔ تو آپ بدستور جلیتے جاگتے کاغذی پیر بہنوں میں اپنے مشاغل میں
مسرورت بنتے بولتے اور ہم سے ہماری فراموشیوں اور ناشکر گزار غفلتوں
کا سخت گلہ کرتے ہوئے نظر آتے ہو بقول ستاد میر غالب کے نقش فریادی ہے
کس کی شجی تحریر کا مد کاغذی ہے پیر بہن ہر سیکر تصویر کا چہ آپ کے حالات کے نقاش
پر پڑنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے گویا آپ لوگ اپنے ہم قوم آئندہ آنے والی نسوں سے
اپنے واقعات بیان کر رہے ہیں اور ہوں ہار نو جو نوں کو بند و نصائح سے سرفراز فرما
رہے ہیں اے با اقبال عالم بقا کے بادشاہو۔ اے عرش منزلت خاکسارو۔ ہماری
غفلتوں کی معذرت کو قبول کرو۔ ہم کو اپنے اس عالم کی مسرتوں سے خبردار فرماؤ کہ
ہمارا حال و حال سے تبدیل ہو جائے اور آپ کے بابرکت قدموں کو وجدانی طور
پر دکھا دو کہ ہم آپ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کریں تاکہ ہم چشموں میں سرفرازی ہمارا
ہمیشہ بلند رہے اور نصیبدار جہند رہے۔ اے خداے ارحم الراحمین کے پاک اور
مقبول بندو ہمارا باادب سلام قبول کرو اور ہماری داریں کی سلامتی اور عفو و

عافیت کے لئے دعا فرماؤ۔ اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل
محمد و اصحابہ و بارک وسلم بعدد کل معلوم لک
شکر گزاری مولف رسالہ ہذا۔

حضرت خالد بن ولید انحرؤمی لقب بہ سیف اللہ کے مختلف اور چیدہ چیدہ حالات کو
مستند کتب تواریخ سے جمع کرنے میں حسب قدر مشقتیں کہ میں نے اوشائیں اسکویا تو خود
میراجی جانتا ہے یا وہ علمی دنیا کے فاضل و رنما می گرامی ارباب فن ادب اسکے
واجبی داد دین گے جو خود بھی مصنف یا مولف ہیں اور جنکو ایسے نجات کی کتابوں کی
تالیف کا اتفاق ہوا ہے۔ میں نے اس سالہ کی تالیف میں بہت
کم انگریزی تاریخوں سے مدد لی ہے بلکہ زیادہ تر روضۃ الصفا۔ شرح واقعی۔
تحفۃ الاحباب۔ معازلی لصادقہ۔ فوائد بدریہ۔ تاریخ اعظم کو فی اور سیرۃ الفاروق
سے انتخاب کیا ہے اور ایک عجیب واقعہ دلگداز سے بھی نقل کیا ہے جو سب سے
اخیر ہے۔ اس لئے میرا فرض انسانی ہے کہ میں ان سب فاضل مصنفین کا نام
دل سے شکریہ ادا کروں جنکی تصانیف سے مجھ کو مدد ملی ہے اور چونکہ کوئی کتاب زبان
اردو میں خاص حالات صحابہ میں موجود نہیں ہے نظر بران اس مختصر کو قدر دان
پبلک کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ اور آئندہ امید کرتا ہوں کہ وہ دولت مند
ال اسلام مشہور اور مستند کتب سوانحیات صحابہ کو اردو میں ترجمہ کر کے شایع فرمائیں
توان مسلمانوں پر جو زبان عربی سے زیادہ واقف نہیں ہیں بڑا ہی احسان اور
ازدیا و محبت بزرگان اسلام کا باعث ہوگا۔

خاتمۃ الطبع از مالک مطبع گلزار ابراہیم

صداقت جو ہر ایمان ہے۔ اور شیوہ امانت فطرۃ ہر مسلمان۔ لہذا میں تہ دل سے
مخدوم فاضل لسان القوم۔ ملک الشعر سے دکن جناب قادی سید شاہ ابراہیم قادری

مشہور یہ مولانا عفو صاحب دایم مجدد ہستم دفتر آبپاشی سرشتہ تعمیرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے باوصف مشاغل کثیر شبانہ روز کے محنت شاقہ سے اس کتاب کو صرف میری تحریک تالیف کیا اور اس سے نہ صرف مجھ کو بلکہ دنیا کے اسلام کو ممنون فرمایا۔ اور داد تحقیق یوں دی ہے کہ اکثر واقعات کو تا امکان بقید سنہ و تاریخ حوالہ قلم فرمایا ہے جسے ناظرین باریک بین تعجب کرتے ہیں اسکے علاوہ جہاں کہیں جاہلانہ اعتراض وارد ہو نیکاشا تائبہ گذار تو وہ میں بہ طرز معقول آسان فہم جواب داکر دیا گیا۔ بہر حال جن حضرات مقیدین کے تذکرے درج ہذا میں غالباً انھیں کے برکات سرف مغز کے شامل حال ہوئے ہیں کہ اس عجلت سے یہ تالیف حسن انصرام پائی ہے جو کہ مولانا عفو صاحب کی شہرت خداداد۔ آپ کی جامعیت و استعداد اور آپ کی سحر بیانی وغیرہ اکناف عالم میں کاشمیں فی النصف النہار ہے پس خاص میری مدح سرائی کی س لئے نہ کوئی ضرورت نہ آپ کو اسکی حاجت حق یہ ہے کہ سچ خاموشی از سنا سے لوح ثنائے ستاد مادہ تاریخ ملاحظہ ہو۔

دیرین سر و دلوا سخی بلبل و کن است

۱۳۱۴ھ
تقریباً نتیجہ کلک گہر سلک فاضل یگانہ محسود مشامیر زمانہ فصیح بے بدل معنی بند قلوب دل مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے بیڈگری آف آنر وغیرہ و اہم مجددہ اول مددگار معتمد عدالت و کو تو الی وغیرہ وغیرہ میراثت سے یہ خیال تھا کہ ناموران اسلام کے سوانح عمری اگر بطور داستانوں کے لکھے جائیں اور بجائے قصہ کہانیوں کے اوچھین کو چون کو بطور سیر و تفریح کے پڑھایا جائے تو نہ صرف اونکی علمی معلومات میں ترقی ہوگی بلکہ جوش اسلامی و حب قومی کی بنیاد بھی استحکام کے ساتھ بڑھ جائیں گے۔ وہ کون ہے جو حضرت خالکدین ولید کی ذاتی شجاعت اور بی نظیر فضل شپ سے واقف نہیں ہے۔ مسلمان تو

اطلاع

از جانب مصنف

مین نے جملہ حقوق تالیفی اس کتاب کے محمد ابراہیم
صاحب بالک مطبع گلزار ابراہیم کو بہ کر دئے ہیں
جسکی اونھوں نے جس بڑی بھی کرا دی ہے۔
پس اسکو کوئی صاحب بجنسہ یا بہ تغیر و تبدل
مطالب کے چھپوا نہیں سکتے فقط

سید شاہ ابراہیم قادری

